بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

انہ آوی القریۃ

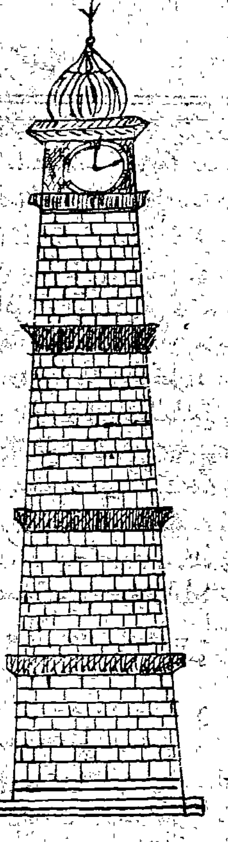
الحکم

دارالامان قادیان

چہ گویم با تو گر آئی بجا در قادیان بینی
درو بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر احمدی

نمبر ۴۰ و ۴۱ | مورخہ ۳۱ و ۱۰ - اکتوبر و نومبر ۱۹۰۳ء روزہ یکشنبہ | جلد ۷



اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَم

حضرۃ فاضل امروہی کے اس مضمون کو غور سے کئی بار پڑھو

حدیث شریف میں آیا ہے اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار رواہ ابن ماجۃ ایضا وان اللہ لا یجمع امتی علی ضلالۃ ویداللہ علی الجماعۃ ومن شذ شذ فی النار رواہ الترمذی پس جماعت احمدی جو نہایت اقل قلیل ہے اس کا کیا جواب دے گی۔

الجواب

واضح ہو کہ ان دونوں حدیثوں میں اگر امۃ اور جماعت یا سواد اعظم سے مراد صرف جماعۃ کثیرہ بلحاظ کثرت افراد کے ہی ہو بغیر لحاظ اتباع کتاب و سنتہ کے تو اسلام میں بڑے بڑے مفاسد کثیرہ و عظیمہ لازم آتے ہیں کیونکہ وجہ یہ ہے کہ امام حسین کے وقت سے لیکر اس وقت تک بڑے بڑے آئمہ ہدی اور ارکین اسلام ایسے گذرے ہیں کہ جنکی ولایت اور امامت مسلم فریقین ہے جبکہ اُن کے مخالفین بڑی کثرۃ کے ساتھ بڑے بڑے سواد اعظم تھے تو ان معنون مزعوم سے ان تمام آئمہ ہدیٰ کا فی النار اور ضالین ہونا نعوذ باللہ لازم آتا ہے واللازم باطل فالملزوم مثلہ ان آئمہ ہدیٰ کی تفصیل کسی قدر ہمنے رسالہ تحذیر المومنین میں لکھی ہے اور انکے مخالفین کی طرف سے سوائے تکفیر و تضلیل کے جو جو آفات انکو پہنچیں ہیں وہ بھی اس میں درج کی گئیں ہیں پس یہ معنی مزعوم تو کسی طرح صحیح ہو ہی نہیں سکتے علاوہ اس لزوم بطلان کے حدیثین مذکورین یا معنی مزعوم نصوص قرآنی اور دیگر احادیث صحاح کے بھی معارض و مناقض ہوئی جاتی ہیں فاین التوفیق والتطبیق چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَقَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّکُوْرُ معنی مزعوم مخالفین سے لازم آتا ہے کہ یہ عباد قلیل بھی من شذ شذ فی النار کے مصداق ہوں۔ ایضاً فرمایا اللہ تعالیٰ نے وان کثیرا من الخلطاء لیبغی بعضھم علی بعض الا الذین امنوا وعملوا الصلحت وقلیل ما ھم پ ۲۳ والا ایضاً فرمایا اللہ تعالیٰ نے اولٰئک المقربون فی جنات النعیم ثلۃ من الاولین و قلیل من الاٰخرین اللہ تعالیٰ تو اس فرقہ قلیل کو فی جنات النعیم فرماتا ہے اور آپ کے معنی مزعوم ان عباد قلیل کو فی النار قرار دیتے ہیں فاین التوفیق والتطبیق پس ظاہر ہے کہ یہ معنی مزعوم نصوص قرآنیہ کے کسقدر مضاد اور مخالف ہیں فباطل ما کانوا یزعمون۔

اب ہم دیگر احادیث صحاح و حسان پر نظر کرتے ہیں تو ان معنی مزعوم کو نصوص حدیثیہ صحیحیہ کے بھی مخالف و مضاد پاتے ہیں۔ حدیث ترمذی متضمن افتراق امت میں ہے کہ تفترق امتی علی ثلاث وسبعین ملۃ کلھم فی النار الا ملۃ واحدۃ ظاہر ہے کہ تہتر میں سے بمقابلہ ایک فرقہ کے تہتر فرقے ہی سواد اعظم ہوں گے اور ایک فرقہ ان کے مقابلہ میں قلیل ہوگا کیونکہ اس ایک کی

نسبت تو مخبر صادق نے پہلے ہی پیشین گوئی سے عزباہی فرما دیا ہے کما سیأتی پھر کیا وجہ ہے کہ مخبر صادق نے اسکو ناجی قرار دیا اور من شذ شذ فی النار کا مصداق نہ فرمایا۔

ایضاً فرمایا مخبر صادق نے وانه سیخرج فی امتی اقوام تتجاری بهم تلک الاهواء كما يتجاری الکلب بصاحبه لا یبقی منه عرق ولا مفصل الا دخله رواه احمد وابوداؤد وکذا فی المشکوة۔ اب فرمائیے کہ ان اقوام کثیرہ کے مقابلہ میں جنکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیوانہ کتے کے کاٹے ہوئے سے تشبیہ دی وہ جو تہتر میں سے ایک فرقہ ہی کیا آپ کے نزدیک وہی من شذ شذ فی النار کا مصداق ہے ونعوذ باللہ من هذا الزعم الفاسد۔ اور پھر آپ کیا کہیں گے ان حدیثوں میں جو دجال کے بارہ میں آئی ہیں عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتبع الدجال من امتی سبعون الفا علیهم السیجان رواه فی شرح السنة یعنی روایت ہے ابوسعید خدری سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پیروی کرینگے دجال کی میری امت میں سے ستر ہزار ایسے آدمی کہ اُن پر ہونگی سیجان ف سیجان جمع ساج کی ہے جو بمعنے طیلسان کے ہے جو پہنا ہوا بڑے بڑے علما کا ہوتا ہے۔ اور دوسری حدیثوں مسلم سے بھی لشکر دجال کی بڑی کثرة پائی جاتی ہے ادھر دجال کے لشکر کی تو یہ کثرة اور ادھر مومنین کی اسقدر قلت کہ صرف ایک مومن اُسکے مقابلہ میں آویگا جسکی نسبت فرمایا گیا ہے کہ فیقتله ثم یحییه اور دوسری حدیث مسلم میں آیا ہے اصل حدیث تو دیکھو مشکوة میں اور اسکا ترجمہ یہ ہے کہ دجال طرح طرح کی تکالیف دینے کے اُس مومن کو حکم کرے گا اُسکے دو ٹکڑے کرنے کا پس چیرا جاویگا آرہ سے سر کیطرف سے یہانتک کہ دو ٹکڑے کیا جاوے گا درمیان دونوں پاؤں اُس کے تک انتہی موضع الحاجة۔ اب فرمائیے کہ آپ کے معنی مزعوم سے لازم آتا ہے کہ یہ ایک مومن جو دجال اور تمام اُسکے لشکر کا مخالف ہوگا آپکے معنی مزعوم کے مطابق وہ بھی من شذ شذ فی النار کا مصداق ہوا۔ واللازم باطل فالملزوم مثله۔

سوال

پھر جماعت احمدیہ کے نزدیک اس حدیث مذکورہ کیا معنے ہونگے ابھی تک تو اُن کے دجال مزعوم نے جو پادری وغیرہ ہیں کسی مومن کے آرہ کر دو ٹکڑے نہیں کیے پھر وہ دجال کیونکر ہوگئی

الجواب

اول تو ہم نے یہ حدیث الزاماً پیش کی ہے ورنہ اسکا بتا کے لیے ثابتا اگر یہ حدیث اپنے ظاہر پر محمول ہو تو کلا لسلہ میں داخل ہے کیونکہ ہم ثابت کر چکے ہیں کہ احیا فنا ثابت حقیقی اللہ تعالے کی صفات مختصہ میں سے ہے ان صفات میں کوئی مخلوق شریک نہیں ہو سکتی نہ انبیا نہ اولیا اور دجال کون تو حقیقتہ ہی کیا ہے جو اُس سے صفات خدائی ظاہر ہو سکیں کیونکہ وہ تو بموجب حدیث متفق علیہ کے ایسا خوار و ذلیل اور راہون ہے کہ اسمیں تو صفات عمدہ انسانیہ میں سے بھی اکثر صفات مفقود ہیں کیونکہ اعور بھی ہے اور اسکے حق میں فرمایا گیا ہے هو اهون علی اللہ من ذلک متفق علیہ اور یہ صفات احیا و اماتت تو خاصہ الوہیت ہیں کما قال اللہ تعالی اللہ الذی خلقکم ثم رزقکم ثم یمیتکم ثم یحییکم هل من شرکائکم من یفعل من ذلکم من شیء سبحانه وتعالی عما یشرکون۔ ثالثاً ہم تحذیر المومنین جزو میں احادیث صحاح سے ثابت کر چکے ہیں کہ احادیث دجال اور مسیح موعود کی رویاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیں جنکا اکثر حصہ واجب التعبیر ہے اور کتب تعبیر میں لکھا ہوا ہے کہ آرہ سے دو ٹکڑے کر کے چیرے جانے کی تعبیر یہ ہے کہ ایک دوسرا شخص بدلے میں پیدا ہوگا چنانچہ کامل التعبیر میں لکھا ہے

اگر بیند کہ فرزند یا برادر یا خواہر خویش را
پارہ پارہ ببرید دلیل کہ مانند ان دیگرا
فرزندے دیگر بیاید یا برادر یا خواہر۔

پس تعبیر اس حدیث کی پوری پوری واقع ہو گئی کیونکہ اسی حدیث میں فرمایا گیا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ پھر کہے گا وہ مومن اے لوگو یہ دجال نہیں کرسکے گا بعد میرے کسی کے ساتھ لوگوں میں سے جو کچھ کہ کیا ساتھ میرے ہلاک وغیرہ سے اب دیکھو کہ جبکہ اس دجال نے مومنوں کو ایسا اغوا کرنا شروع کیا کہ بعضوں کو اُنکے ارتداد سے ہلاک اور قتل کر دیا تب اللہ تعالی نے اُنکے عوض میں ایک ایسا مومن کامل ہوا انا اول المومنین کا مصداق ہے پیدا کیا جس کا کام یکسر الصلیب ہے اور اب دجال کی تمام طاقت اور قوت جو مسلمانوں کے ارتداد کرنے میں تھی باقی نہیں رہی ہے اور اب تمام تار و پود دجالی مثل بیت العنکبوت کے بھنا وہ توڑا گیا اور اُدھیڑا گیا اور پیشین گوئی مخبر صادق کی باکمل تر ین وجہ پوری ہو گئی ولله الحمد۔ اب ہم پھر اصل کلام کیطرف رجوع کرتے ہیں کہ جبکہ یہ معنی مزعوم مخالفین کے باطل ہوئے تو اب ہم وہ معنی صحیح تحریر کرتے ہیں جو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث کے بیان فرمائے ہیں اور وہ یہ ہیں کہ اُمت اور جماعت اور نیز سواد اعظم سے مراد آنحضرت صلعم کی وہ جماعۃ ہے جو متبع کتاب و سنۃ کے ہو چنانچہ اُس حدیث یعنی تہتر فرقوں کی حدیث میں جبکہ آنحضرت صلعم نے ایک فرقہ کو ناجی فرمایا تب صحابہ نے استفسار کیا کہ من هی یا رسول اللہ تب آپ نے جواب دیا قال ما انا علیه واصحابی اور لطف اسپر یہ ہے کہ بروایت احمد اور ابوداؤد کے اسی فرقہ کی نسبت فرمایا گیا ہے کہ وهی الجماعة یعنی جماعۃ صرف اسی طائفہ کا نام ہے و بس اور امۃ کی نسبت فرمایا گیا کہ امتی من استن بسنتی اب جبکہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تفسیر سے ثابت ہوا کہ اُمت اور جماعت وہی ہے جو متبع کتاب و سنت کی ہو تو حسب مثل مشہور تصنیف را مصنف نیکو کند بیان کسی دوسرے شخص کے معنے جو خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تفسیر کے مخالف ہوں معنی جماعت یا اُمت کے کیونکر مسلم ہو سکتے ہیں کہ اذا جاء نهر اللہ بطل نهر معقل اور ترمذی میں بھی اسکی تفسیر یوں موجود ہے وهم الذین یصلحون ما افسد الناس من بعدی من سنتی اب ہم کہتے ہیں کہ سواد اعظم سے بھی مراد یہی جماعۃ متبع کتاب و سنۃ کی ہے کیونکہ خود لفظ اعظم کا جو اتبعوا السواد الاعظم میں موجود ہے صریح دلالت کرتا ہے کہ جو سواد عند اللہ و عند الرسول بڑی عظمت والا ہو وہی سواد اعظم ہے لا غیر اور متبعین کتاب و سنۃ کو اللہ تعالے نے اپنے پاک کلام میں اعظم درجة عند الله فرمایا ہے پس وہی جماعت متبع کتاب و سنۃ کی سواد اعظم ٹھہری لا غیر۔ اب تلاش کرو تمام دنیا میں کہ متبع کتاب و سنۃ صحیحہ کی کونسی جماعت ہے آیا جماعت احمدیہ یا اُن کے مخالفین یہاں پر ہم صرف ایک مسئلہ حیات و وفات عیسے ابن مریم کا ذکر کرتے ہیں کہ اس مسئلہ میں

متبع کتاب و سنۃ کی کونسی جماعت ہے دیکھو قرآن حمید کی نصوص صریحہ اور احادیث صحیحہ اسی جماعۃ کیطرف ہیں کما ثبت فی محله و اجماع کہ جو اجماعوں سے اول ہے یعنی بعد وفات آنحضرت صلعم کے ہوا وہ اسی جماعت کیطرف ہے معہذا درباره توفی عیسے بن مریم تمام محاورات لغت عرب اسی جماعت کیطرف ہیں احادیث صحیحہ بھی اسی جماعت کیطرف ہیں دیکھو مسک العارف صدہا نشانات آلہی جو اس دعوی پر واقع ہوئے ہیں وہ اسی جماعت کیطرف ہیں دلائل عقلیہ بھی اسی جماعت کی طرف ہیں وغیرہ وغیرہ مخالفین اندرونی اور بیرونی کو یہ براہین قطعیہ ایسے طمانچے لگا رہے ہیں کہ بیچارے مخالفین کے مونہوں میں اب دانت بھی باقی نہیں رہے پھر اتبعوا السواد الاعظم اعظم درجه عند اللہ یہ جماعت ہوئی یا اس کے مخالفین بینوا توجروا۔ باقی دیگر علامات اس جماعت حقہ کی حقیت کے باعتبار ظاہر کے جو احادیث صحیحہ میں مذکور ہیں وہ بھی اسی جماعۃ احمدیہ میں پائی جاتی ہیں لا غیر مخالفین کے اقرار کے بموجب یہ جماعت اس قرن میں قلیل الافراد بھی ہے جن کے لیے فرمایا گیا ہے حدیث صحیح میں عن ابی هریرة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم بدأ الاسلام غریبا وسیعود غریبا کما بدأ فطوبی للغرباء رواه مسلم قال السید قوله الغرباء یرید ان الاسلام کما بدأ فی اول الوهلة نهض باقامته فلیلون من اشیاع الرسول صلعم فشردهم القبائل عن البلاد فاصبحوا غرباء ثم یعود اخرا الی ما کان علیه لا یکاد یوجد من القائمین به الا الافراد نشانات نصرت الہیہ بھی اسی جماعت اور اُس کے امام آخر الزمان کے لیے واقع ہو رہے ہیں اور اُس کے مخالفین ہر ایک میدان میں ناکام اور نامراد ہوتے چلے جاتے ہیں کما قال لا یزال امتی امة قائمة بامر اللہ لا یضرهم من خذلهم ولا من خالفهم حتی یاتی امر اللہ وهم علی ذلک متفق علیه۔ ایضاً فرمایا دوسرے پیرایہ میں لا یزال طائفة من امتی منصورین لا یضرهم من خذلهم حتی تقوم الساعة رواه الترمذی کذا فی المشکوة۔ اب استفسار یہ ہے کہ وہ کونسی جماعت ہے جو نشانات سماویہ و ارضیہ سے منظفر و منصور ہو رہی ہے اور ناکامی اور مرگ

باوجود کثرت کے کس کے حصہ میں ہے عیسی بن مریم کے ساتھ ہونا بھی اسی جماعۃ کے حصہ میں ہے جن کے لیے بشارت حدیث نسائی باب غزوة الهند میں موجود ہے عصابتان احرزهما اللہ من النار عصابة تغزو الهند وعصابة تکون مع عیسی بن مریم۔ عیسی بن مریم موعود ہونا اس امام آخر الزمان کا دلائل نقلیہ اور نشانات سماوی و ارضی سے ثابت ہو چکا ہے کما ثبت فی محله دیکھو تمام رسائل مصنفہ کو۔ اور اس زمانہ کا آخری ہونا بھی ظاہر ہے اور تمام آثار و علامات سے ثابت کیا گیا ہے کہ یہی زمانہ مسیح موعود کا ہے دیکھو مسک العارف کو بیس کیا جو کہ یہ اُمت مصداق حدیث ذیل کی ہو رہی ہے کیف تهلک امة انا اولها والمهدی وسطها والمسیح اخرها ولکن بین ذلک فیج اعوج لیسوا منی ولا انا منهم رواه رزین کذا فی المشکوة۔ پس بموجب اس حدیث کے یہی جماعۃ ہلاکت سے محفوظ رہے گی اور آنحضرت صلعم اسی جماعت سے راضی ہوں گے اور مخالفین اس جماعۃ کے اگرچہ فوج کی فوج ہوں اُن کا گمراہی اور کجی پر ہونا بھی اس حدیث سے ثابت ہوا اور آنحضرت صلعم کی اُن سے ناراضی بھی واضح ہو گئی مخالفین اسلام کا مقابلہ خواہ عیسائی ہوں یا آریہ وغیرہ یہی امام آخر الزمان اور انکی جماعت کر رہی ہے اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر اس قرن میں اسی جماعت کے حصہ میں آیا ہوا ہے کیونکہ جو ہتھیار روحانی و آسمانی اس امام آخر الزمان کو دیے گئے ہیں وہ دوسروں کے پاس موجود نہیں ہیں پس یہی جماعۃ اعظم درجة عند اللہ ہوئی جو حدیث ذیل میں مذکور ہے انه سیکون فی اخر هذه الامة قوم لهم مثل اجر اولهم یامرون بالمعروف وینهون عن المنکر ویقاتلون اهل الفتن رواه البیهقی فی دلائل النبوة یعنی تحقیق شان یہ ہے کہ ہوگی بیچ آخر اس اُمت کے ایک قوم کہ ہوگا ثواب اُن کے لیے مانند ثواب اول اُن کے کہ منع کریں گے اور حکم کریں گے ساتھ معروف کے اور منع کرینگے لوگوں کو منکرات سے اور لڑینگے یعنی تقریروں قرآنیہ اور علوم صحیحہ اور حربوں آسمانی سے فتنہ والوں سے صدق اللہ تعالے واخرین منهم لما یلحقوا بهم وهو العزیز الحکیم۔ اب بتلاؤ کہ تمام دنیا میں خواہ یورپ ہو یا امریکہ یا دیگر ممالک مشارق و مغارب کے کس امام کی طرف سے ہزاروں رسائل رد ادیان باطلہ میں شائع و ذائع ہو رہی ہیں اور کونسی جماعۃ ہے سوائے جماعۃ احمدیہ کے جو امام آخر الزمان کی معیت کر رہی ہے ہزاروں کتابیں واسطے اظہار سچائی دین اسلام کے کس کیطرف سے دنیا میں شائع ہو رہی ہیں اور میگزین اسلام کا یعنی ریویو آف ریلیجنز کس کی طرف سے یورپ و امریکہ وغیرہ میں آوازہ حقیت دین اسلام و ابطال جملہ ادیان غیر اسلام کا ڈال کر چل مچا رہا ہے اور تمام ادیان کے ایوان مقابلہ میں شور حقیت اسلام اور تزلزل ادیان ڈال رہا ہے۔ اور کونسی جماعت ایسی ہے جسکے خیالات اور عقائد مخالف توحید اسلام اور موافق عقائد عیسائیوں کے ہیں اور مذہب عیسائی کی تائید کر رہے ہیں بینوا توجروا۔ الحاصل سواد اعظم سے مراد اس حدیث میں یہی جماعت احمدیہ ہے جو اوامر شرعیہ و نصرت الہیہ سے عند اللہ و عند الرسول بڑی عظمت والی ہے اور کثرت میں بھی کسی وقت میں اسقدر کثیر ہو جاوے گی کہ حسب پیشین گوئی مخبر صادق کے بسیط الارض میں سوائے اس جماعت کے دوسری کوئی جماعت معتد بہ نظر ہی نہ آوے گی تو اس معنی کر کر بھی یہی جماعت بالآخر سواد اعظم ہو گئی ؎

ای قوم من بگفتہ من تنگدل مباش
زاول چنین مجوش ببین تا بآخرم

والسلام علی من اتبع الهدی وعلی من اتبع هذا السواد الاعظم۔

ہم اسجگہ پر حدیث نمبر ۴ مذکورہ مشکوة سے پوری نقل کرتے ہیں اور بعد ترجمہ کرنے کے بطولہ و قوتہ اسکی شرح بھی ان شاء اللہ تعالی کرینگے کیونکہ ہماری نظر سے کوئی شرح کافی و وافی اسکی کسی کتاب شرح حدیث مثل مرقاة وغیرہ سے نہیں گذری پوری حدیث یہ ہے عن جعفر عن ابیه عن جده قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ابشروا وابشروا انما مثل امتی مثل الغیث لا یدری اخره خیر ام اوله او کحدیقة اطعم منها فوج عاما ثم اطعم فوج عاما لعل اخرها فوجا ان یکون اعرضها

ملہ نوٹ۔ تمیز مدلقہ کی سطح ... ہوگئی ہے جیسا کہ ... جس سے ... ہو ... اور ...

عرضنا عمقها عمقا و احسنها احسنا کیف تهلك امة انا اولها و المهدی وسطها و المسیح اٰخرها و لکن بین ذالك فیج اعوج لیسوا منی و لا انا منهم۔ رواه رزین یعنی روایت ہے حضرت امام جعفر صادق سے کہ روایت کی انھوں نے اپنے باپ سے یعنی حضرت امام محمد باقر سے انھوں نے روایت کی حضرت امام جعفر صادق کے دادا سے کہ کہا انھوں نے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خوش ہو جاؤ اور پھر خوش ہو جاؤ سوائے اسکے نہیں کہ مثال میری اُمت کی مانند بارش کے ہے یعنی بیچ حصول منافع کے نہیں جانا جاتا کہ آخر اُس بارش کا بہتر ہے یا اول اُس بارش کا یا مثال میری اُمت کی مانند ایک باغ چھوہارے کی سمجھو کہ کھلائی گئی اُس سے ایک فوج ایک سال پھر کھلائی گئی اُس باغ سے ایک جماعت دوسرے ایک اور سال مجھکو اُمید ہے کہ آخری جماعت کھانے والی اُس باغ سے بہت بڑی لمبی چوڑی ہو اور نیز بڑی گہری بھی ہو از روئے گہرائی کے یعنی علوم اور معارف اسلامیہ میں غزیر العلم اور عزیز المعارف ہو اور بہت اچھی ہو از روئے حسن اور خوبی کے تمام خوبیوں دینی اور دنیوی میں کیونکر ہلاک ہو سکتی ہے وہ اُمت کہ اول اُسکے میں ہوں اور مہدی بیچ میں اُس کے اور ہونگے مسیح موعود آخر میں اُسکے و لیکن درمیان اُس کے ایک فوج کی فوج ہوگی کجرو نہیں ہونگی وہ مجھ سے اور نہ میں اُن سے ہوں یعنی نہ میں اُن کا اور نہ وہ میرے انتہی روایت کیا اسکو رزین نے (مشکوٰۃ شریف)

فائدہ عظیمہ

اب ہم شرح اسکی اس فائدہ کے ذیل میں لکھتے ہیں اول تو واضح ہو کہ یہ حدیث بڑے پایہ کی حدیث ہے کیونکہ روایت اسکی اہلبیت عظام اور خاندان نبوۃ علیہ السلام سے ہے جو ثقلین میں سے ایک بڑے رکن ہیں کما قال علیہ السلام انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی اھلبیتی الحدیث اور یہ حدیث بھی صحیح مسلم کی ہے لہذا حدیث مذکورہ بالا مرویہ از اہلبیت عظام علیہم السلام اُمت کے لیے واجب التمسک ہے بموجب اس حدیث صحیح مسلم کے۔ غیث باران رحمت کو کہتے ہیں جو آسمان سے برستا ہے ظاہر ہے کہ آب باران آسمانی

کو زمین کے پانی پر ایسی بڑی فضیلت حاصل ہے جس فضیلت کو زمین کا پانی نہیں پہونچ سکتا اسی لیے جو زراعت آب باراں سے پیدا ہوتی ہے وہ سب باتوں میں افضل ہوتی ہے اُس زراعت سے جو بذریعہ آب زمینی کے پیدا ہو کما قال تعالیٰ و نزلنا من السماء ماء مبارکا فانبتنا به جنٰت و حب الحصید الآیۃ پس حال بارش کا یہ ہے کہ اگر اول میں بارش ہو اور آخر میں نہو تو بھی فصل زراعت خراب ہو جاتی ہے اور اگر اول میں نہو اور آخر میں ہو تب بھی فصل ناقص رہیگی غرضکہ بارش کا اول سے آخر تک بقدر مناسب ہونا زراعت کی سرسبزی اور شادابی کے لیے ضروری ہوتا ہے اس جملہ تشبیہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمۃ کو بارش کی مانند قرار دیا اس اشارہ کے لیے کہ جسطرح اول اُمۃ محتاج ہے بارش الہامات آسمانی کی اسی طرح آخر اُمۃ میں کثرت سے بارش الہامات آسمانی ذریعہ کسی امام کے ہوگی جس سے اسکی شادابی اور سرسبزی متصور ہے پس ثابت ہوا کہ جس جماعت میں نزول برکات آسمانی یعنی نزول الہامات کا نہیں جو مثل بارش سماوی کے ہے نہ وہ اُمۃ اور جماعت ہرگز سرسبز اور شاداب نہ ہوگی کیونکہ وہ اُمۃ مرحومہ اس اعتبار سے آسمان سے نازل ہوئی ہے اور یہ اُمۃ زمینی ہے بعد اسکو اُمۃ کی تشبیہ حدیقہ کے ساتھ بیان فرمائی گئی ہے۔ واضح ہو کہ حدیقہ لغت عرب میں ایسے باغ کو کہتے ہیں جو ہر چہار طرف سے محاط ہو اصل اسکی اس محاورہ سے ہے الحدیقۃ کل ما احاط به البناء قطر المحیط اور اکثر استعمال اس کا عرب میں چھوہاروں کے باغ پر کیا جاتا ہے الحدیقۃ البستان من النخل قطر المحیط مراد محاط ہونے سے یہ ہے کہ ہر طرح سے محفوظ ہو اور اُس میں اُجاڑ ہونے کا اندیشہ نہ ہو چنانچہ حدیقہ اسلامیہ کی بھی شان ہے کما قال اللہ تعالیٰ انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحٰفظون اور خاص اُمت محمدیہ کی بھی یہی شان ہے جیسا کہ حدیث لایزال طائفۃ من امتی میں گذر چکا اور یہ ظاہر ہے کہ جس قدر باغ چھوہاروں کا مدت دراز تک قائم رہتا ہے دوسرے اشجار کا قیام اُس مدت تک نہیں ہوتا چھوہاروں کے باغ کی اگر حفاظت ہوتی رہے تو ہزاروں

برس تک عمر اسکی ہو جاتی ہے اور اُسکے ساتھ یہ بھی اُسکا کمال ہے کہ مدت کے بعد مثمر ہوتا ہے اور اوائل میں جب مثمر ہوتا ہے تو چونکہ درخت اُسکے نئے اور چھوٹے ہوتے ہیں لہذا پھل یعنی چھوہارے اُسکے درختوں کی لذت میں اور بڑے اور موٹے تازے ہوتے ہیں ایسے نہیں ہوتے جیسا کہ ایک مدت کے بعد ہر زمانہ میں لذیذ اور پر گوشت ہو جاتے ہیں اور نیز خود درخت اُسکے بسبب قدیم ہو جانے کے کثرت کے ساتھ بھی پھل دینے لگتے ہیں اور اُنکا صعود آسمان ہی کی طرف ہوتا ہے اور باد صرصر بھی نہیں گرا سکتی وکذا وکذا اسجگہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمۃ کی تشبیہ ایسے ہی حدیقہ مذکور کے ساتھ بیان فرمائی اور مراد آپکی اس تشبیہ سے یہ ہے کہ اگرچہ اوائل اُمۃ نے بسبب تحمل محن شاقہ اور برداشت کرنے نہایت کی جفاکشی کے جو اُس حدیقہ کے آباد کرنے میں کی ہیں بڑے بڑے فضائل حاصل کیے ہیں جنمیں اواخر اُمۃ اشارہ میں اُنکے شریک نہیں ہو سکتی کہ الفضل للمتقدم مثل مشہور ہے لیکن معہذا چونکہ وہ حدیقہ اسلامیہ جس کا باغبان بحکم انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحٰفظون خدا تعالیٰ ہی جو رب السمٰوٰت والارض ہے آخری زمانہ میں باعتبار کثرت اشجار کے بھی بڑھ جاویگا اور خود درخت بھی اُسکے بڑے عریض و طویل ہو جاوینگے اور پھل اُن درختوں کے بسبب قدیم ہونے کے نہایت لذیذ اور پر گوشت ہونے لگیں گے پس اس حیثیت اور اعتبار سے جماعت آخری کو اوائل اُمۃ سے ان فضائل جزئیہ میں سبقت اور زیادتی حاصل ہوگی کیونکہ حدیقہ محفوظہ میں حسب بیان مذکورہ کے جب وہ قدیم ہو جاتا ہے یہ سب فضائل مذکورہ اُس میں پیدا ہو جاتے ہیں جو ایک نیچرل بات یعنی مطابق قانون قدرت کے ہے اور اسکا کوئی انکار نہیں کر سکتا اور جملہ اعرضها عرضا الخ میں بیان طول اسواسطے نہیں فرمایا گیا کہ عرض و عمق کیطول لازم ہوا کرتا ہے لاعکس اور چونکہ یہانتک اس اُمۃ مبشرہ کا ذکر بالاجمال ہوا اور اُسکی تعیین نہیں فرمائی گئی کہ وہ کونسی جماعت ہے لہذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فداہ ابی و امی ایک نہایت حسن اسلوب کے ساتھ اس جماعۃ اول و آخر کی تعیین بھی فرماتے ہیں

کہ اوائل میں وہ جماعت میری جماعت ہے اور آخر میں وہ جماعت مسیح موعود کی جماعت ہوگی کما قال علیہ السلام کیف تهلك امة الحدیث اور اس حسن اسلوب کے ساتھ بیان کرنے کی ضرورت اسواسطے پڑی کہ اس جماعت کے مخالفین اس مسیح موعود کے ہلاک کرنے میں بڑی بڑی کوششیں کرینگے مگر مخبر صادق خبر دیتے ہیں کہ کیف تهلك امة الخ اس حدیث میں یہ پیشین گوئی ہے کہ جسطرح میری جماعت مخالفین کی کوششوں سے ہلاک نہیں ہو سکی بلکہ وقتاً فوقتاً اسکی ترقی ہوتی رہی اسیطرح جماعت مسیح موعود کی ترقی ہوتی رہے گی اور علی رغم انف المخالفین کے بموجب مخالفین ذلیل و خوار ہوتے رہینگے اور مؤید ہے ان معنی کے لیے وہ حدیث بھی جس میں مسیح موعود کو سلام آنحضرت کے پہونچانے کا حکم ہے کیونکہ اُس سلام پہونچانے کے بھی یہی معنے ہیں ؎

ای آنکہ سوئے من بدویدی بصد تبر

از باغبان بترس کہ من شاخ مثمرم

اس شعر میں اسی حدیقہ کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے پھر انتخاب مخالفین جماعت احمدیہ کی ناکامی اور نامرادی کو بدیگر حسن اسلوب بیان فرمایا جاتا ہے کہ بین ذالك فیج اعوج لیسوا منی و لا انا منهم یہانپر بین ذالك کے معنے سمجھنے ضروری ہیں کہ اُس سے کیا مراد ہے واضح ہو کہ ایک سرا اور زمانہ تو آنحضرت صلعم کا ہوا اور دوسرا طرف آپ کے خلفاء راشدین مہدیین کا ہوا جس کی نسبت وارد ہے کہ علیکم بسنتی و سنة الخلفاء الراشدین المهدیین من بعدی یہ دونوں زمانے تو ایک جانب میں رکھو اور دوسرا آخری زمانہ مسیح موعود علیہ السلام کا ہے جو دوسری طرف آخر میں واقع ہوا ہے اور تیسری جماعت جسکا باعتبار کثرت کے اسکو فوج یا فیج کہا گیا وہ صرف باعتبار اولیت اور تاخر کے بین ذالك کے مصداق ہوئی وہ مبتدأ ذالك فہو ہوئی مگر نہ اس معنی کر کر کہ وہ ایک جماعت متوسط ہے جس کے لیے ارشاد ہوا ہے کہ خیر الامور اوسطها پس اس وہم کے مرفع کرنے کے واسطے اس جماعت بین ذالك کی آنحضرت صلعم خود تشریح فرماتے ہیں کہ یہ ہرگز نہ سمجھو کہ وہ جماعت وسطی بلکہ وہ لیسوا منی و لا انا منهم کی مصداق ہے جیسا کہ اردو میں ایک مثل مشہور ہے ؎

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے ہوئے نہ اُدھر کے ہوئے

گویا یہ جماعت بین ذالك ایسی ہے جیسا کہ شرع نے اپنے پاک کلام میں مذبذبین بین ذالك فرمایا ہے اور اسکے اوصاف ذمیمہ یوں بیان فرماتا ہے جنکا اول وصف یہ ہے کہ طرح طرح کے فریب اور چال بازی کرنا کہ اُس کے ذریعہ سے اپنے آپ کو مامور من اللہ اور اسکی جماعت سے افضل قرار دیویں و الیٰ غیر ذالك کما قال تعالیٰ ان المنافقین یخٰدعون اللہ و هو خادعهم دوسری صفت اُنکی نمازوں میں کسل اور کاہلی اور نہ نمازوں میں کسی طرح کا خشوع اور خضوع نہ تعدیل ارکان نہ قومہ نہ جلسہ بلکہ ایک نٹوں کا سا تماشا مثل کلا بازی وغیرہ کے نمازوں کو پڑھنا۔ ہاں دوسرے وظائف بدعیہ میں نہایت درجہ کی توجہ کما قال تعالیٰ و اذا قاموا الی الصلوٰۃ قاموا کسالیٰ تیسرا وصف اُن کا یہ ہے کہ جو کوئی عمل صالح کسی قدر کیا بھی جاوے تو وہ صرف دکھلاوے اور ریا کے لیے نہ خالصاً للہ کما قال تعالیٰ یراءون الناس و لا یذکرون اللہ الا قلیلا پس ایسے ہی لوگ بین ذالك میں داخل ہیں کما قال تعالیٰ مذبذبین بین ذالك لا الیٰ هؤلاء و لا الیٰ هؤلاء پس انھیں کرتوتوں سے یہ لوگ گمراہ قرار دیے گئے کیونکہ جو لوگ عمداً اور قصداً ان اوصاف ذمیمہ کے مرتکب ہوں اُنکو کیونکر راستہ ہدایت کا مل سکتا ہے کما قال تعالیٰ و من یضلل اللہ فلن تجد له سبیلا۔ اب یہ تمام اوصاف مخالفین جماعت احمدیہ میں مشاہدہ ہو رہے ہیں کہ کوئی رستہ ہدایت کا اُنکو نہیں مل سکتا حتی کہ اگر کوئی پادری مثل بشپ وغیرہ کے اُنکو گمراہ کرنا چاہے تو مخالفین کو کوئی رستہ ہدایت کا جس سے اُس مضل پادری کو ساکت کریں نہیں مل سکتا بجز اس کے کہ جماعۃ احمدیہ کی پناہ میں داخل نہوں تو یہ معنی ہیں و لکن بین ذالك فیج اعوج لیسوا منی و لا انا منهم کے پس اے جماعت احمدیہ اگر تم اس جماعت میں داخل ہو کر پابندی تعلیم اپنے امام آخر الزمان مسیح موعود کی پختہ کروگے تو بموجب بشارت دینے مخبر صادق صلعم کے تمکو المضاعف بشارت کی خوشخبری ہے اور اواخر الزمن کے شریر مہلکہ تمکو ہرگز ہرگز ہلاک نہ کر سکیں گے ابشروا ابشروا اب کوئی ہے مخالفین کی جماعت میں جو اپنی جماعت کے لیے مخبر صادق کی طرف سے ایسی بشارات احادیث صحیحہ سے نکال سکے پس یہ معنی ہوتے

اتبعوا السواد الاعظم اور من شذ شذ فی النار کے والحمد للہ علیٰ ذالك اے مخالفو یہ ہے تو تمھارا ماحفہ یکر کر اسوقت کے سواد اعظم عند اللہ کو متعین کر کر بتلا دیا ہے اب اتباع کرنا یا نہ کرنا تمھارے اختیار میں ہے چاہو تو بین ذالك میں ہو کر لیسوا منی و لا انا منهم کے مصداق بنو اور چاہو کیف تهلك میں داخل ہو کر ہلاکت سے محفوظ رہو۔ ؎

ہمارا کام سمجھانا ہے یارو

اب آگے چاہو تم مانو نہ مانو

سوال

تمھارے امام تو دعویٰ نبوت و رسولی کا بھی کرتے ہیں حالانکہ نص قرآن مجید و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین اس دعوی کو رد کر رہی ہے

الجواب

اس مسئلہ کی تشریح ہمنے بالکمل ترین وجہ رقائم مندرجہ الحکم میں کر دی ہے پس اُن رقائم کی طرف رجوع کرو یہانپر دو سہ مختصر دلیلیں بغرض توضیح مرام کے لکھے دیتے ہیں حدیث اول عن ابی هریرة لم یبق من النبوة الا المبشرات الحدیث۔ ظاہر ہے کہ اس جملہ میں مستثنیٰ منہ نبوۃ ہے اور المبشرات اُس سے مستثنیٰ واقع ہوا ہے اب تنقیح طلب یہ امر ہے کہ یہ استثنا آیا منقطع ہے یا متصل ہے منقطع تو اس لیے نہیں ہو سکتا کہ آنحضرت کی نبوۃ کاملہ میں مبشرات بھی کثرۃ سے پائے جاتے ہیں لہذا مبشرات بھی مستثنیٰ منہ میں داخل ہیں اس سے خارج نہیں اور چونکہ مبشرات جمع سالم ہے جسپر الف لام لایا گیا ہے پس المبشرات معرف باللام نے فائدہ استغراق کا دیا ہے تو خلاصہ مطلب حدیث کا یہ ہوا کہ نبوۃ کے اجزا دو قسم کے ہیں ایک احکام خواہ فرائض اور واجبات ہوں یا حلال و حرام ہوں اور قسم دوم جو مبشرات ہیں جسمیں تمام مبشرات خواہ انذارات ہوں یا بشارات داخل ہیں ان دونوں قسموں میں سے قسم مبشرات قیامۃ تک باقی ہیں اور ظاہر ہے کہ جب دو قسموں نبوۃ کے اجزا میں سے ایک قسم کے اجزا باقی ہیں تو نبوۃ جزئی بھی باقی ہے ہاں نبوۃ کلی منقطع ہو چکی کیونکہ فرائض اور واجبات حلال اور حرام حسب الحکم آیت الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا کے سب نازل ہو چکے اور اب انکا تغیر قیامت تک نہیں ہو سکتا

اور نہ کوئی جدید حکم ممتد رحیکتاب وسنت اب نازل ہو سکتا ہے مگر نبوۃ مبشرات کی باقی ہے اور ہر زمانہ میں تخصوصاً اس زمانہ آخر میں اسکی سخت ضرورت واقع ہے ورنہ بتلاؤ کہ تمہارے پاس کونسا حربہ روحانی و آسمانی ہے جس سے ادیان باطلہ اور مذاہب فاسدہ کا قلع و قمع کرسکو بحث مباحثہ کوئی تو عقدہ آج تک حل ہو ہی نہیں سکا ؎

کہ کس نکشود و نکشاید بحکمت این معمارا

اسی لیے اس امام آخر الزمان کو اللہ تعالیٰ کیطرف سے صد ہا مبشرات منجانب اللہ عطا ہوئے اور ہو رہے ہیں اور آیندہ کو بھی ہونگے جنکی وجہ سے یہ امام اقوام مخالفین اندرونی و بیرونی اسلام پر غالب اور منصور ہوتا چلا جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ تمام الہامات اور کشوف اور رویائے صالحہ کو لفظ مبشرات شامل ہے اگرچہ بروایت صحیح بخاری تفسیر مبشرات کی ایک لفظ کے ساتھ تفسیر فرمائی گئی ہے یا ہم کہتے ہیں کہ رویائے صالحہ کا منام حقیقی ہونا کچھ ضروری نہیں بلکہ رویا صالحہ کا اطلاق کشوف والہامات پر بھی ہو سکتا ہے کیونکہ کشوف و الہامات میں بھی کو اس ظاہریہ سے کسی قدر انقطاع ضرور لازم ہے اور نوم حقیقی میں بھی انقطاع ہوتا ہے اس بیان کے تسلیم نہ کرنے میں انکار حدیث مذکورہ کا بھی ہوا جاتا ہے اور پھر معہذا نصوص قرآنیہ کے بھی مخالف ہے کما قال تعالیٰ ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملئکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون نحن اولیاء کم فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ الخ پس خاتم النبیین کے معنی وہی ہیں جو ہم رقائم مذکورہ میں لکھ آئے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نبوۃ کے انتہائی نقطہ کمال تک پہونچے ہوئے ہیں نبوۃ کا کوئی درجہ باقی نہیں رہا جو آپ کو حاصل نہ ہوا ہو تمام انبیاء اولین ہوں یا آخرین آپ سے فیضیاب ہیں ولیس الا یہی مذہب حضرت عائشہ کا ہے جو بڑے زور شور سے آپ نے بیان فرمایا ہے چنانچہ تکملہ مجمع بحار الانوار صفحہ ۸۵ میں اس مذہب حضرت عائشہ کو نقل کیا ہے عبارتہا۔ وعن عائشۃ رضی اللہ عنہا قولوا انہ خاتم الانبیاء ولا تقولوا لا نبی بعدہ۔ یعنی حضرۃ عائشہ سے یہ مذہب مروی ہے کہ یہ تو کہو کہ بیشک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں

اور یہ مت کہو کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور لا نبی بعدہ سے اس مذہب کی تطبیق اسی مجمع البحار میں یوں کی گئی ہے لا نہ اراد لا نبی ینسخ شرعہ یعنی آنحضرت صلعم نے اس قول لا نبی بعدہ سے ارادہ کیا ہے کہ آپ کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آنے کا جو آپ کی شریعت کو منسوخ کر دیوے۔

خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عائشہ کے مذہب سے یہ ثابت ہوگیا کہ معنی خاتم النبیین کے وہی ہیں جو ہم نے تحریر کیے ہیں اور بعد آپ کے نبوۃ بھی جاری ہے یعنی نبوۃ مبشرات کی نہ احکام کی فقط۔

محمد احسن امروہوی

ولہ ایضاً

پارہ پانزدہم سبحن الذی میں مراد المسجد الاقصیٰ سے کیا ہے۔

جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم سبحن الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حولہ لنریہ من ایاتنا انہ ھو السمیع البصیر۔ وہ خدا تمام نقصوں اور عیبوں تجسم سے پاک ہے جو اپنے بندہ کو رات میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ یعنی (بیت المقدس) تک لیگیا جس کے گرد اگرد ہمنے برکات دارین رکھے ہیں تاکہ ہم اس بندہ کو اپنی قدرت کی آیات معائنہ کراویں بیشک صرف وہی اللہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

فائدہ۔ اللہ تعالیٰ نے چونکہ اس قصہ اسریٰ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج مشہور کیطرف بھی اشارہ فرمایا ہے چنانچہ آیۃ لنریہ من ایتنا اسکی طرف ناظر ہے لہذا قصہ معراج میں اگر معراج آنحضرت کی جسمانی مانی جاوے تو ذات باری تعالیٰ میں تو ہم تمکن اور تجسم کا ہوا جاتا ہے لہذا اول ہی سے اس توہم کے دفع کے لیے تسبیح اور تنزیہ بیان فرمائی تاکہ ایات

کی طرف اشارہ ہو کہ معراج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس جسد عنصری کے ساتھ نہیں ہوئی تھی بلکہ ایک جسم لطیف غیر عنصری کے ساتھ واقع ہوئی تھی اور پھر مکرر اسی مسئلہ کو بالتصریح اسی سورۃ میں آگے بیان فرمایا کہ قل سبحن ربی ھل کنت الا بشرا رسولا اس آیت میں منکرین کا یہی اعتراض مذکور ہے کہ آپ آسمان پر چڑھ کر کتاب اتار لا دیں تب ہم ایمان لا دینگے اس کا رد اور جواب تسبیح و تنزیہ کے ساتھ یہ دیا گیا کہ سبحان اللہ میں کیا چیز ہوں جو آسمان پر چڑھ جاؤں خیالہ کوئی بشر رسول آسمان پر چڑھا ہی نہیں یعنی پھر میں آسمان پر کیونکر چڑھ سکتا ہوں اسی سورۃ میں اس آیت کا لانا صریح دلالت کرتا ہے کہ معراج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جسکی طرف اول سورۃ میں اشارہ ہے وہ اس جسد عنصری کے ساتھ نہیں ہوئی تھی اسواسطے تاکیداً دو جگہ سبحان کا ذکر فرمایا گیا جس سے مقصود تجسم اور تمکن سے تنزیہ و تقدیس ہے۔

اسری اگرچہ سیر باللیل کو کہتے ہیں معہذا تاکیداً لیلا بھی لایا گیا تاکہ اشارہ ہو لفظ لیلا سے کہ وہ سیر روحانی تھی نہ جسمانی اگر سیر جسمانی ہوتی تو واسطے اتمام واسکات منکرین کے نہاراً واقع ہوتی نہ لیلا پس لفظ لیلا کا بھی اسی واسطے بڑھایا گیا کہ اس سیر و اسریٰ کے خفی اور بطون و روحانی ہونے پر اشارہ ہو۔

مسجد کعبہ کو مسجد حرام اسلیے کہا گیا تاکہ اشارہ ہو کہ اب وقت بہت قریب ہے کہ اس مسجد میں جو مشرکین مکہ کی طرف سے شرک و بدعات ہوتے رہتے ہیں وہ آپ کی بعثت سے ہمیشہ کے لیے روک دیے جائیں گے اور مسجد بیت المقدس کو جو مسجد اقصیٰ کہا گیا وہ بہ نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا گیا کہ آنحضرت خاتم النبیین صلعم اس مقام عالی تک پہونچیں گے کہ وہ اقصیٰ مراتب تمام انبیا کے نبوۃ کا ہوگا اور سوا کمالات ذاتیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دیگر تمام انبیاء کے کمالات اور فضائل بھی آپ ہی میں جمع ہونگے جیسا کہ کہا گیا ہے ؎

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

اور شیخ شیراز کہ کیا گیا ہے ؎

بلغ العلیٰ بکمالہ
کشف الدجیٰ بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ
صلوا علیہ واٰلہ

اور نیز ظاہر ہے کہ یہ مسجد بنی اسرائیل مسجد حرام سے

فوقیت بھی جسمانی ہونی چاہیے۔ لیکن یہ تو باتفاق باطل ہے لہذا حضرت عیسیٰ کی فوقیت جسمانی بھی باطل ہونی چاہیے۔

انتہا درجہ کے فاصلہ پر بھی ہے

سوال

بارکنا کہ کیوں نہ فرمایا بارکنا حولہ فرمایا گیا۔

جواب

اس لیے کہ اگرچہ اس وقت وہ مسجد غیر آباد پڑی ہوئی ہے جو بارکنا کہنے کی مصداق نہیں ہے مگر دولت اسلامی میں تیرے قدم مبارک کی برکات سے وہ ہمیشہ کو آباد ہو جاوے گی اور اس اسرا سے ہمارا مقصود یہ ہے کہ ہم اپنی آیات قدرت اور اسرار غیب اس نبی علیہ السلام کو معلوم کرائیں اور صفات سمیع و بصیر کی تخصیص جو اس مقام پر ذات باری تعالیٰ سے کی گئی اسمیں بھی اشارہ اسطرف ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج شریف میں جو امر کہ دیکھا یا سنا وہ اس سمع و بصر عنصری سے نہیں دیکھا سنا بلکہ وہ سمع و بصر روحانی ہے جسکی نسبت وارد ہوا ہے کہ کنت سمعہ الذی یسمع بہ و بصرہ الذی یبصر بہ اگر یہ مراد نہ لی جاوے تو ربط انہ ھو السمیع البصیر کا سابق سے کچھ نہ رہے گا ہمنے ترجمہ آیت میں المسجد الاقصیٰ سے مراد باعتبار مکان کے وہ مسجد لی ہے کہ ملک شام میں بیت المقدس کر کے مشہور ہے اسکی چند وجہ موجہ ہیں۔ اولاً آنکہ اس سورہ کا نام جو سورہ بنی اسرائیل رکھا گیا ہے اسکی وجہ تسمیہ یہی ہے کہ اسمیں مسجد بنی اسرائیل کا تذکرہ ہے کما قال تعالیٰ ولیدخلوا المسجد کما دخلوہ اول مرۃ ولیتبروا ما علوا تتبیرا۔ اور وہ تذکرہ متضمن ایک پیشگوئی عظیم الشان کو ہے جو ایک نمونہ قدرت قادر مطلق کا ہے اور مسجد آیات کے جو لنریہ من ایتنا میں داخل ہے کما سیاتی۔

اور ظاہر ہے کہ مسجد بنی اسرائیل کی سوائے اس مسجد کے جو بیت المقدس کر کے مشہور ہے اور کوئی مسجد بلحاظ مکان کے نہیں تھی اور چونکہ سورہ بنی اسرائیل مکی ہے اور حالت مکیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں سوا دو مسجد کے اور کوئی تیسری مسجد ایسی بلحاظ مکان کے نہیں تھی جسکو بصفت اقصیٰ تعبیر کیا جاوے اور نیز یہی مسجد مسجد حرام سے ابعد اور بعید تر ہے جسکی وجہ سے اسکو اقصیٰ کہا گیا لہذا المسجد الاقصیٰ سے باعتبار مکان کے یہی مسجد مراد ہے لاغیر۔ ہاں باعتبار زمانہ کے مسجد اقصیٰ سے آخر زمانہ کی مسجد قادیان دار الامان کی بھی مراد ہے جیسا کہ ہم آگے حدیث صحیح سے ثابت کرینگے اور یہ مسجد مسیح موعود کی باعتبار زمانہ کے بھی اقصیٰ ہے کیونکہ آخر زمانہ کی ہے جو خاتم الخلفا کیطرف

منسوب ہے اور بسبب طفیلی ہونے اسکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مرسلین سابقین کے کمالات بھی اس میں موجود ہیں دیکھو الہام جری اللہ فی حلل الانبیاء کو اور معہذا باعتبار مکان کے بھی اقصیٰ ہے کیونکہ مسجد الحرام سے ابعد فاصلہ پر شرقی دمشق واقع ہے دیکھو مسک العارف کو۔

وجہ دوم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک اسرا کرایا گیا اسمیں ایک پیشگوئی عظیم الشان ہے اور وہ یہ ہے کہ المسجد الحرام سے بیت المقدس تک یعنی خانہ کعبہ سے جو ممالک شمالیہ ہیں وہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کے تحت تصرف اور قبضہ میں آجاوینگے جسکو بصراحت دوسری جگہ یوں بیان فرمایا گیا ہے ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثھا عبادی الصالحون اور اس آیت اسرا میں یہی پیشین گوئی مصرحہ کی طرف ایک اشارہ لطیفہ ہے احادیث میں بھی اس قسم کے اشارات آئے ہوئے ہیں اور نبی کریم نے ان کی شرح بھی فرمائی ہے کہ یہ ممالک مرتبہ میری امت کے قبضہ میں آجاوینگے عن ثوبان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ زوی لی الارض فرایت مشارقھا ومغاربھا وان امتی سیبلغ ملکھا ما زوی لی منھا الحدیث رواہ مسلم تحقیق اللہ تعالیٰ نے میرے دکھلانے کے لیے زمین کو سمیٹا تو میں نے اسکی ممالک مشرقیہ اور ممالک مغربیہ کو دیکھا مراد اس سے یہ کہ بیشک میری امت کی بادشاہت وہاں تک پہونچے گی جہاں تک اس زمین کے ممالک میرے لیے سمیٹے گئے رواہ مسلم۔

پس جسطرح اس حدیث میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے زمین کو سمیٹ کر دکھلایا اور آنحضرت صلعم نے اسکے مشارق اور مغارب کو دیکھا اور پھر اس دیکھنے کی شرح آنحضرت نے یہ بیان فرمائی کہ مشارق و مغارب ارض میں میری امت کی سلطنت ہو جاوے گی اسی طرح اس سورہ میں مسجد حرام سے لیکر مسجد اقصیٰ تک آپکو سیر کرائی گئی جس سے مراد یہ ہے کہ یہ تمام ممالک شمالیہ المسجد الحرام سے لیکر بیت المقدس تک آپ کے قبضہ میں آجاوینگی یہ حدیث اسپر بھی دلالت کرتی ہے کہ مسجد مسیح موعود و مہدی مسعود بھی زوی لی الارض میں داخل ہے ورنہ کیا وجہ کہ مسیح موعود بھی یہاں موجود ہو اور مہدی مسعود جری اللہ فی

حلل الانبیاء بھی یہاں پر مبعوث ہو اور پھر خاتم الخلفاء بھی ہو اور کما استخلف الذین من قبلھم میں بھی داخل ہو اور اخرین منھم لما یلحقوا بھم کا بھی مصداق ہو بروز محمدی بھی ہو وغیرہ وغیرہ اور پھر بھی اسکی مسجد ان اللہ زوی لی الارض سے خارج ہو نعوذ باللہ منہ اور جبکہ یہ مسجد زوی لی الارض میں داخل ہوئی اور آخر زمانہ میں خاتم خلفاء محمدیہ کی طرف منسوب بھی ہوئی اور پھر اس خاتم الخلفا کی نسبت مخبر صادق نے متعدد پیشین گوئیاں و آیات و نشان اور بشارتیں بھی احادیث میں مذکور فرمائیں دیکھو مسک العارف کو تو پھر کیا وجہ کہ لنریہ من ایتنا سے خارج کی جاوے کہ جس سے ایک بڑا نقص اللہ تعالیٰ کی اراءت آیات میں اپنے نبی کو لازم آتا ہے اور پھر اگر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات مسیح موعود آنحضرت صلعم کو نہیں دکھلائیں تو پھر کیا آنحضرت نے اپنی طرف سے گھڑ لیں جو دواوین احادیث میں مذکور ہیں ونعوذ باللہ من ھذا الزعم الفاسد پس پھر کیا وجہ کہ یہ آیات بینہ لنریہ من ایتنا سے خارج ہوں وان ھذا الا التعصب والعناد جبکہ یہ مسجد قادیان مہدی آخر الزمان لنریہ من ایتنا میں داخل ہوئی تو پھر مسجد اقصیٰ اسکو کیوں نہ کہا جاوے جو آنحضرت صلعم کے مراتب اقصیٰ پر دال ہے اور باعتبار زمانہ کے بھی آخری مسجد ہے اور باعتبار مکان کے بھی مصداق بعد المشرقین عند المنارۃ البیضاء شرقی دمشق واقع ہے اور اسی لیے بعض احادیث میں وارد ہوا ہے کہ نزول مسیح کا بیت المقدس میں ہوگا دیکھو حجج الکرامۃ وغیرہ کو مع مسک العارف کو وجہ ثالث احادیث صحاح متعلقہ معراج میں اس مسجد اقصیٰ کا بیان ایسا آیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مراد مسجد اقصیٰ سے باعتبار مکان کے تو مسجد بیت المقدس ہی ہے جیسا کہ ایک حدیث طویل میں ہے حتی اتیت بیت المقدس فربطتہ (ای البراق) بالحلقۃ التی تربط بھا الانبیاء قال ثم دخلت المسجد فصلیت فیہ رکعتین ثم خرجت الحدیث یعنی میں کہ آیا میں بیت المقدس میں پس باندھا میں نے براق کو اس حلقہ مسجد سے جس سے انبیاء سابقین اپنے مرکب کو باندھا کرتے تھے پھر داخل ہوا میں اس مسجد میں پس دو رکعت نماز میں نے پڑھی آخر حدیث تک اور ایسی ہی وہ حدیث مسلم کی جس میں آپ کا امام الانبیا ہونا اس مسجد میں نماز کے لیے مذکور ہوا ہے جسمیں حضرت مسیح علیہ السلام بھی تھے

جن کی روحانیت اس مسیح موعود میں موجود ہے اور بیت المقدس کی روحانیت اسکی مسجد موعود میں موجود ہے جری اللّٰہ فی حلل الانبیاء اور اس حدیث امامت میں اشارہ اسطرف ہے کہ آنحضرت کی اُمت میں ایک ایسا مجدد عظیم الشان آخر زمانہ میں مبعوث ہوگا جسمیں تمام انبیا کی روحانیت اسمیں موجود ہوگی اور اسکی مسجد میں روحانیت بیت المقدس کی روحانیت ہوگی اور آنحضرت صلعم اُس کے امام اور پیشوا ہوں گے اگر اس حدیث سے یہ تعبیر مراد نہ ہو تو پھر عالم شہادت میں اسکی تعبیر کا وقوع کب ہوا اور کیونکر ہوا بلکہ نہ ہوا و نعوذ باللہ منہ اسی لیے اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا امام ہونا جن جن انبیا کے لیے بصراحت مذکور ہوا ہے اس مسیح موعود کو اُس کے الہامات میں اُن کے نام سے نامزد بھی فرمایا گیا ہے دیکھو براہین اور مشکوۃ کو فتبارک من علم وتعلم وصدق الہامہ انا انزلناہ قریبًا من القادیان وبالحق انزلناہ وبالحق نزل صدق اللّٰہ ورسولہ وکان امر اللّٰہ مفعولا ~~مبارک~~ ومبارک وکل امر مبارک یجعل فیہ لا مراد لفضلہ کیا مقولہ صادقہ ہے

اینک منم کہ حسب بشارات آمدم
عیسیٰ کجاست تا بنہد پا بہ منبرم

ولنرجع الی الکلام الاول غرضکہ المسجد الاقصیٰ سے مراد باعتبار مکان کے وہی مسجد بنی اسرائیل کی ہے جو بیت المقدس کہلاتی ہے وجہ رابعہ اور پھر اسی ذکر میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے فاذا جاء وعد الاخرۃ لیسوٓءوا وجوھکم ولیدخلوا المسجد کما دخلوہ اول مرۃ ولیتبروا ما علوا تتبیرا۔ اس آیت سے ظاہر ہے کہ المسجد الاقصیٰ جس کا دو مرتبہ تباہ ہونا یاد دلایا گیا ہے وہی مسجد بنی اسرائیل ہے یعنی باعتبار مکان کے اور قوم یہود بلکہ نصاریٰ کو بھی اسمیں انذار عظیم ہے کہ اگر تم نبی آخر الزمان پر ایمان نہ لاؤ گے اور مثل سابق کے ویسی ہی شرارتیں کیے جاؤگے تو پھر ویسے ہی تباہ ہو جاؤ گے عبرت پکڑو ورنہ من جرب المجرب فقد حلت بہ الندامۃ ہاں اگر سابقہ شرارتیں ترک کرو گے تو پھر تمھارے لیے بہبود دارین مرحمت ہوگی چنانچہ اس انذار عظیم کو بیان فرماتے ہیں عسیٰ ربکم ان یرحمکم وان عدتم عدنا وجعلنا جھنم للکٰفرین حصیرا چنانچہ یہ سب پیشین گوئیاں مندرجہ قرآن مجید واقع ہو چکیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد عدالت مہد میں بیت المقدس فتح ہوگیا اور انواع انواع کی فتوحات کثیرہ مسلمانوں کو وہاں سے حاصل ہوئیں اور اُس فتح سے کوئی قیصر یا شاہنشاہ

مومنین کو روک نسکا یہ پوری ہوئی پیشین گوئی نے بھی اُس مسجد اقصیٰ کو مسجد بیت المقدس معین فرمادیا وھو المدعا اسی طرح مسجد مسیح موعود کی ترقی مدارج کو کوئی روک نہیں سکیگا اور اب تک جو اسکی ترقی ہو رہی ہے باوجودیکہ مخالفین اپنی جان توڑ کوششوں سے اسکی تخریب کے درپے ہیں یہ ایک اولیٰ ثبوت ہے اُسکے داخل ہونے کا لنریہ من ایتنا میں چنانچہ الحال ہی ایک مقدمہ تعمیر منار مسجد کا مخالفین نے قائم کیا تھا اور بڑی ہی کوشش تمام اقوام نے مجتمع ہو کر اسکی تخریب میں کی تھی مگر وہ سب کے سب ناکام ہی رہے والحمد للہ فرق اتنا ہی ہے کہ المسجد الاقصیٰ شام کی فتح سیفی تھی اور فتح موعود المسجد الاقصیٰ شرقی مسیح موعود کی لیے قلمی اور روحانی ہے مسجد بنی اسرائیل کی جو بیت المقدس کرکے مشہور ہوئی ہے اُسکی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ ملک شام کی سرزمین کو اللہ تعالےٰ نے اپنے پاک کلام میں مقدس فرمایا ہے جیسا کہ فرمایا انک بالواد المقدس طوی وغیرہ اور نیز توراۃ میں بھی ہولی لینڈ کر کے سرزمین شام وغیرہ کو سلم نامزد کی گئی ہے اسلیے اس مسجد اقصیٰ کا نام بیت المقدس بھی رکھا گیا ہے کما جاء فی الحدیث الاخر عن جابر انہ سمع رسول اللہ صلعم یقول لما کذبنی قریش قمت فی الحجر فجلی اللّٰہ لی بیت المقدس فطفقت اخبرھم عن ایاتہ وانا انظر الیہ متفق علیہ یعنی روایت ہے جابر سے یہ کہ اُنھوں نے سنا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے جبکہ جھٹلایا مجھکو قریش نے یعنی مسجد مقدس کے یعنی جانکی طرف بیت المقدس کے شب کو کھڑا ہوا اور پوچھیں مجھسے نشانیاں اُس مکان کی [illegible] حجر میں پس ظاہر کیا اور دکھایا اللہ تعالےٰ نے مجھکو بیت المقدس پس شروع کیا کہ خبر دیتا تھا میں قریش کو بیت المقدس کی نشانیوں سے حالانکہ میں دیکھتا تھا طرف اسکی نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے تو اُنھیا مسیح موعود کی آیات وعلامات حضرۃ الملائکۃ یعنا اور مسجد کو آنحضرت کو دکھلائی گئی جو بطور پیشین گوئیوں کے احادیث میں مذکور ہیں دیکھو مسلک العارف وغیرہ کو اور بار بار ہے کہ جسطرح پیراسرائیل نے صدق وکذب ماموریں اللہ کے لیے علامات مؤیدہ من اللہ فرمائی ہیں اُسیطرح آبادی مساجد کی بنا التقوٰی اور طہارۃ پر قائم کی ہے پس اگر یہ مسجد مسیح موعود نہیں جو باعتبار زمانہ اور نیز مکان کے مسجد اقصیٰ نہیں ہو سکتی ہے اگر حسب زعم مخالفین یہ

یہ مسجد ضرار بھی ہے نعوذ باللہ منہ جیسا کہ مخالفوں کا خیال فاسد ہے تو جلد تر تباہ وبرباد ہو جاتی اور اگر اسکی بنا مع منارہ بیضا کے تقویٰ اور طہارت پر ہے تو حسبنا بعد حین آباد ہوتی رہیگی اور ترقی درجات میں صعود کرے گی اور اب تک تو ترقی ہی کر رہی ہے چنانچہ نظر کرو اُسکے حال ماضیہ اور ترقی حال پر کما قال اللّٰہ تعالےٰ لمسجد اسس علی التقوٰی من اول یوم احق ان تقوم فیہ فیہ رجال یحبون ان یتطھروا واللّٰہ یحب المطھرین افمن اسس بنیانہ علی تقوی من اللّٰہ ورضوان خیر ام من اسس بنیانہ علی شفا جرف ھار فانھار بہ فی نار جھنم واللّٰہ لا یھدی القوم الظٰلمین الآیہ اسی پیشین گوئی کے بموجب دیکھو آبادی مسجد نبوی یا مسجد قبا کی اور پھر نظر کرو مسجد ضرار کی جگہ کو جو اب تک ویرانہ پڑی ہے۔

یہاں سے اس کل بیان سے ناظرین کو معلوم ہوگیا ہوگا کہ حقیقت معراج کی (جسکے معنی آلہ چڑھنے کا اور ترقی کرنیکا ہیں) یوں بھی حاصل ہو سکتی ہے جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیا ہے ورنہ اگر فقط سیر وسیاحت ہی معراج کی علت غائی ہو تو پھر کوئی فضیلت معراج کی باقی نہیں رہتی ہے سیر وسیاحت تو آج کل کے سیاح لوگ بہتیری کر لیتے ہیں حتیٰ کہ آجکل سیاحوں نے کوئی قطعہ زمین کا سیاحت سے باہر نہیں چھوڑا اور آسمان پر بھی فنون رصدیہ سے سیڑھی لگا کر وہ وہ علوم دریافت کیے ہیں جو پہلے ازمنہ میں کسی کو معلوم بھی نہ تھے سیاروں کا احوال اور اُنپر آبادی کا ہونا وکذا وکذا سابق میں کسکو معلوم تھا اور علاوہ اُسپر یہ کہ اکثر علوم جدیدہ متعلق علم ہیئت کے انکی ایجاد صحیح بھی ہیں پھر فرمائیے کہ اگر ہمارا بیان واجب التسلیم نہیں ہے تو معراج میں کونسی فضیلت باقی رہ سکتی ہے خصوصًا اُسوقت میں جبکہ تم میں حضرت عائشہ اور بعض دیگر صحابہ وتابعین اور بعض [illegible] مجتہدین کا صحیح ماننا چاہوے کہ آپ کی معراج روحانی تھی یا ایک اعلیٰ درجہ کا کشف تھا الحاصل جبکہ ہم واقعات سے بیان اپنا تصدیق کرا دیا پھر اُسکے قبول نہ کرنے میں کونسی وجہ رجیہ ہے والسلام علی من اتبع الھدیٰ۔

سید محمد احسن امروہی

مورخہ یکم نومبر ۱۹۰۳ء مقام قادیان

میں کیونکر قادیان میں داخل ہو گیا

گذشتہ اشاعت سے آگے

اُس آریہ نے بیان کیا کہ اوسط درجہ میں تھا نہ بہت اچھا نہ بہت بُرا اگر میں نے پوچھا کہ اُسکی عمر کتنی تھی ۴۰۔ ۴۴ سال کی ہے اور نیز مخالفانہ مذہب کا پابند ہے لہذا قابل اعتبار نہیں ہے پھر اُس سے دریافت کیا گیا کہ اب کیا حالت ہے اُس نے کہا اچھی نہیں ہے مسیحیت کا دعوی کرتے ہیں مسیح کا انتقال تجویز کرتے ہیں مسلمان اُنکو برا کہتے ہیں میں نے اُس سے دریافت کیا تم وفات کے کیا معنے کرتے ہو اُس نے جواب دیا مرنا پھر اُسکو سمجھایا گیا کہ اس لفظ کے مولوی لوگ غلط معنے کرتے ہیں غرض اُسنے اقرار کیا کہ مرزا صاحب سچے ہیں۔ افسوس ایک مخالف تو اسے سمجھانے سے سچ کو سچ سمجھے اور مسلمان باوجودیکہ اُنکے سامنے دلائل وبراہین اور واقعات حقہ کے پہاڑ رکھے ہیں تب بھی نہ سمجھیں۔

میں قریب مغرب داخل دارالامان ہوا اور نماز مغرب باجماعت ادا کی مگر حضرت صاحب بوجہ علالت طبع شامل جماعۃ نہ تھے اسلیے میں آپکی زیارت سے محروم رہا مگر میں نے جماعت میں خشوع وخضوع کے آثار پائے اور نور ایمان حاضرین کے چہروں پر عیاں دیکھا جس سے میرے دل نے صاف طور پر گواہی دی کہ یہی وہ جماعۃ ہے جو

اٰخرین منھم لما یلحقوا بھم

کے مصداق ہے اور یہی وہ جماعت ہے جسکی نسبت رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم زمانے ہیں کہ گروہ ابدال واوتاد زمانہ

مہدی

کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور بیعت کرینگے صرف اسی پر منحصر نہیں ہے کہ اس قسم کے تھوڑے آدمی ہیں بلکہ میں اپنا عرصہ ۱۰ یوم کا تجربہ بیان کرتا ہوں کہ یہاں پر ہمیشہ سلسلہ آمد ورفت مریدان جاری ہے اور میں ایک سرا ایک کو عالی پاتا ہوں اس پاک نظارہ نے میرے سخت دلکو بیک خاشع بنا دیا اور ذکر الٰہی کی لذت میں نے دل میں پائی میں نے اکثر لوگ تہجد گذار پائے اور نماز اور دیگر اعمال میں متبع سنت پائے نماز نہایت آداب اور خشوع وخضوع سے پڑھتے ہیں۔

نہ انگریزی تعلیم یافتہ جو ہمارے یہاں خارج از دین خیال کیے جاتے ہیں یہاں پر متشرع اور صورتاً متشرع دکھائی دیتے ہیں یہ کھلی کھلی شہادت اس سلسلہ کے بانی کی سچائی پر ہے اور طرفہ ماجرا تو یہ ہے کہ بجز توبہ استغفار مسنونہ کے جسکی حضرت بیعت لیتے ہیں اور کوئی تعلیم صوفیانہ نہیں ہے نہ توجہ دیجاتی ہے نہ کسی ذکر نفی واثبات کی تعلیم ہے نہ کوئی منزل طے کرائی جاتی ہے غرض توحید اور مہلح نبوۃ کا صاف چشمہ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں قائم تھا اُسکا پورا فوٹو ہے۔

میرے دل پر تو کچھ ایسا اثر ہوا کہ اُسی وقت سے خدا کی یاد دہانی کا (بجز چند گھنٹے سونے کے) والہ وشیدا ہو گیا بعض بعض رند بھی اس ذوق وشوق وحلاوت ایمانی میں جو یہاں آکر حاصل ہے کا فور ہو جاتی ہے۔

اور لطف تو یہ ہوا کہ میری طبیعت مرض جسمانی میں مبتلا رہتی تھی اور ہے مگر پھر بھی ذکر الٰہی میں فرق نہ آیا۔ اگر یہ تکلیف وطن میں جو سبب ہوتی تو دیگر اذکار واشغال کا تو کیا کہنا فرضی نماز بھی چھوٹ جاتی ہے تہجد کو جسکا وطن میں برسوں سے تذکرہ نہ تھا یہاں نقصان نہ ہوا غرض ان نیک امور اور پاک اسباب سے یہ مجھے کامل طور پر یقین ہوگیا کہ یہاں نزول ملائکہ بالکل ویسا ہی ہے جیسا کہ حضرت اقدس سورہ قدر کی تفسیر میں ارشاد فرماتے ہیں۔ اب تھوڑی سی اپنی نظر حضرت کی لائف پر ڈالتا ہوں

حضرت کا حلیہ بالکل بخاری کی اُس حدیث کے مطابق ہے جسمیں مسیح موعود کا حلیہ بیان ہوا ہے۔ چہرہ پر رعب۔ جسم ایک عمدہ ترتیب پر واقع ہے چہرہ پر خشیت الٰہی اور تفکر کے آثار نمایاں ہیں۔ گفتگو نہایت متین اور شستہ ہے کم گوئی کی عادت ہے دوسرے کی بات کو توجہ سے سنتے ہیں کسی قول امر کا جواب صاف صاف اگر مختصر کی ضرورت ہے مختصر اور جو مفصل کی ضرورت ہے مفصل دیتے ہیں۔ اپنی جماعت پر خود السلام علیکم کرتے ہیں۔ ہمیشہ گھر میں رہتے ہیں اور سلسلۂ قلم جیسا موہیں جاری رہتی ہے صرف اوقات نماز میں شامل جماعۃ ہوتے ہیں اور مغرب سے عشاء تک مسجد میں بیٹھتے ہیں اور یہی وقت گویا عرض معروض کا ہے بیٹھنے میں کوئی ممتاز جگہ یا درجہ علیحدہ نہیں رکھتے بلکہ اکثر مرید اونچی جگہ بیٹھ جاتے ہیں۔ گھر میں کیسے شور مچاتے ہیں مگر آپ کچھ نہیں کہتے اور آپ کے فرض منصبی میں اس سے کچھ فرق نہیں آتا آپ ہمیشہ اقتداءً السلام علیکم ایک متین اور سنجیدہ لہجہ میں اپنے متبعین پر کرتے ہیں آپ کا فرض منصبی اس درجہ بڑھا ہوا ہے کہ مہمانوں کی باوجود تکریم اور تواضع کے (جسکو ملازمان انجام دیتے ہیں) پاس نہیں بیٹھتے مہمانوں کی پوری پوری خبرگیری کی جاتی ہے اور باوجود ایسی سخت خدمت کے طبیعت اکثر اسہال و درد سر وغیرہ میں مبتلا رہتی ہے مگر اخلاص سیرت وصورت میں قطعی تغیر نہیں آتا۔

ان حالات پر غور کرنے کے بعد مجھکو ثبوت ملتا ہے کہ آپ بیشک وہی مسیح موعود ہیں جنکی خبر خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں اور حضرت مسیح نے انجیل میں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حدیث میں دی ہے اور یہ بات میں عین الیقین اور حق الیقین سے کہتا ہوں نہ صرف ظن وتخمین سے کہ مجھکو آپ کا مسیح موعود ہونا بالکل ایسا ثابت ہو گیا ہے جیسا کہ اشکال ہندسیہ کا بلکہ اُن سے بڑھ کر۔ یہاں پر ایک عجیب نکتہ میری سمجھ میں آیا ہے کہ مسیح موعود کو علم ہندسہ سے کیا تناسب ہے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ علم ہندسہ جو علوم ریاضی کی جڑ ہے ایک نہایت باریک اور غامض علم ہے کہ جسکی بابت دنیوی ریفارمروں نے شور مچار کھا ہے کہ ریاضی میں مسلمان پیچھے رہتے ہیں اور یہ بات واقعی ثابت شدہ ہے جس کی اصلاح میں وہ بڑی کوشش یا سعی کرتے ہیں کہ مسلمان بچوں کو ابتدا کے وقت سے ریاضی شروع کرائی جائے اور وہ علم قرآن جسکو میں عرفًا قرآن کہتا ہوں نہ حقیقتًا برائی رسم ورواج کے مطابق کچھ پڑھایا جاتا تھا بند کر دیا جاوے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے تقلیدی خیالات نے وہ قوت تدبر وتفکر جسکو دوسرے لفظوں میں قوت ایجادیہ کہتے ہیں مسلمانوں سے سلب کر دی اسی وجہ سے ریاضی میں ایک غور بین نظر کو چاہتا ہے یہ لوگ پیچھے رہتے ہیں اسی کے تحکم سے تو ہمارا دین ودنیا پامال کر دیا ہے ہمارے دینی ودنیوی ریفارمروں کو چاہیے کہ اس قوت کے پیدا کرنے کا اہم میں فکر کریں ہمارے بعض نافہم علمائے نہاں اور غلطیاں کی ہیں منجملہ اُنکے ایک یہ بھی غلطی کی ہے۔ ایسے واقعات جنکی کوئی نظیر صحیح یا ممکن نہ تھی بھی اپنے قیاسی دلائل سے انکا خاکہ کھینچ باہر

منجملہ اُن کے ایک یہ ہی واقعہ نزول مسیح ہے اور اگر احادیث کا وہ رطب و یابس ذخیرہ جو اُنکو پہونچا اور جو اُن کے زمانہ سے متعلق تھا بجنسہ ویسا چھوڑ جاتے جیسا کہ ملا تھا تو یہ دقتیں جو آج مولویوں سے کھکشی پڑ رہی ہیں پیش نہ آتیں معلوم نہیں وہ یہ خیال کرتے تھے کہ علم ہمپر ہی ختم ہے اور آیندہ آنے والی نسلوں کا اُسمیں کچھ حصہ باقی نہیں رہا یہ ایک مسلم مسئلہ ہے کہ ضرورۃ ایجاد کی ماں ہے اگر ہمارے اسلاف یہ ہر پا نہ فرماتے تو ہم ضرورۃ دماغوں سے کام لیتے اور آج یوں ذلیل نہ ہوتے۔

میں اپنے اصل بیان سے بہت دور چلا گیا کلام یہ تھا کہ علم ہندسہ علوم دنیوی میں ایک غامض علم ہے جسکا مجھے بخلاف دیگر مسلمانوں کے خاص طور پر عطا ہونا میرے حق میں ایک معجز نما کرشمہ قدرت تھا جس سے ایک سعید پتہ لگا سکتا ہے کہ قدرت کو اُس شخص کی خاص طور پر پرداخت منظور ہے چنانچہ اُس ارحم الراحمین نے علوم دینی میں مجھے بطور خود ادنیٰ سے اعلیٰ طرف ترقی دی اور علوم روحانی کا وہ غامض علم جو مسیح موعود کی تصدیق و معرفت کا علم ہے مجھپر پورے ثبوتوں کے ساتھ کھولدیا اور ایسا ظاہر کیا کہ عین الیقین سے حق الیقین پر پہونچا دیا اس علم کے آگے ہندسہ کی کچھ حقیقت نہیں کیونکہ وہ میری ابتدائی تعلیم اور یہ انتہائی وہ وہمی شکلوں کا مجموعہ اور یہ مشہودات و محسوسات بینہ

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

اور علاوہ اسکے ہندسہ اور علم روحانی میں ایک خاص تعلق بھی پایا جاتا ہے چنانچہ حضرت اقدس نے ایک غامض مسئلہ روحانی کے ثبوت میں اقلیدس سے مدد لی ہے جہاں پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو مظہر اتم حق جل و علا کا ثابت کیا ہے۔

غرضکہ مسئلہ تصدیق مثیل مسیح ایک غامض مسئلہ ہے کہ جسپر وہ لوگ جو تعلیمات قدیمہ و جدیدہ و نیز صدق ارادت رکھتے ہوں پہونچ سکتے ہیں۔ اور اس کے قبول کرنے کے قابل تو تعلیم یافتہ جماعت زیادہ موزون معلوم ہوتی ہے۔ یہ میرا خیال المرء یقیس علی نفسہ کی بنا پر ہے۔

بس ایسی نعمت غیر مترقبہ کا کہ جسمیں بڑے بڑے علما سرگردان ہیں مجھ عاجز کے ہاتھ آجانا اُس قادر ذو الجلال کی ایک بخشش ہے جس کا شکریہ مجھ سے ادا نہیں ہوسکتا۔

میں اس سرزمین قادیان میں خصوصًا بمسجد مبارک میں ایک ایسی قسم کی خوشبو پاتا ہوں جسکی باس عجیب قسم کی ہے جس کے بیان کے واسطے میرے پاس الفاظ نہیں قوی ملکیہ کا زور علی وجہ الکمال ہے بس میں تصدیق کرتا ہوں کہ حضرت اقدس نے جو معنے آیۃ یوم تبدل الارض غیر الارض والسموات وبرزوا للہ الواحد القہار کے بیان فرماتے ہیں وہ بالکل صحیح ہے۔ ہم سب کو لازم ہے کہ حضرت اقدس کے کام میں مال سے جان سے مدد کریں تاکہ درجات روحانیہ ہمکو نصیب ہوں صرف یہ نہو کہ سر سید اور انجمن حمایت اسلام لاہور کی طرح صرف دنیوی برکات کے خواہشمند ہوں دنیوی برکات تو بغیر ایمان کے بھی ملجاتے ہیں اُن کے واسطے ایمان شرط نہیں ہے جیسا کہ یورپ کی قوموں کو تم دیکھتے ہو کہ باوجود ایمان نہ ہونے کے زمین کے وارث ہیں۔

پس میں صاف طور پر شہادت دیتا ہوں کہ مذہب اسلام کی کوئی جماعت جب تک حضرت اقدس کی اطاعۃ میں داخل ہو کر آخر حکم کی کاربند نہ ہوگی ہرگز ترقی نہ کر سکے گی اور اگر کیکو صرف چند روزہ فائدہ دنیوی جزوی ہو بھی گیا تو آخرت برباد گناہ لازم کا نمونہ ہونگی۔ میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے ترقی کی علت غائی کو نہیں سمجھا اور یہی ثبوت ہے کہ اُن میں بصیرت کا کافی حصہ نہیں ہے دراصل روحانی ترقی اور نیز دنیوی ترقی جو اُسکا ظل ہے وہی لوگ جو حضرت اقدس کی اطاعت کرتے ہیں حاصل کریں گے دراصل ترقی کا صرف یہی ایک ذریعہ ہے جو قدرت نے حضرت اقدس کے سپرد کیا ہے اور جسپر وہ مامور ہیں جو لوگ اس کار خیر میں حصہ لیتے ہیں وہ ثواب مجاہدین پاتے ہیں اور جو لوگ نیتوں اغراض بالا میں لگتے ہیں اُنکی نسبت اُمید ثواب ثابت نہیں ہوسکتی۔ دراصل الحرب کا استعمال ایک وقت خاص تک قدرت کے علم میں محدود ہوتا ہے اسیطرح اب زمانہ آلات حرب کا نہیں ہے اب زمانہ تیغ قلم کا ہے اور مسیح موعود کے نشانوں میں سے ایک عظیم الشان نشان یہ بھی ہے کہ وہ جنگ کو موقوف کر دیگا جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے کہ لیضع الحرب یعنی مسیح موعود جنگ کو موقوف کرے گا ہیں خدا تعالیٰ نے ہمارے حضرت اقدس کو دیا ہے اور جس کے ذریعہ سے وہ تمام دجالی فتنے فرو ہونے والے ہیں جو پادریوں اور فلسفہ جدیدہ کے شکوک ہیں کہ جنکو ہمارے حضرت اقدس کا عصا موسوی ہڑپ کر رہا ہے اور جنکا عنقریب انشاء اللہ تعالیٰ خاتمہ ہو جائے گا۔

جس وقت یہ وعدہ الٰہی اپنے کمال کو پہونچے گا تو یورپ اور امریکہ اسلام کی روشنی سے منور ہوں گے تو وہ ہمارے دینی بھائی ہوں گے اور ہمکو وہ تمام قوت ایجادیہ بوجہ اتحاد مذہبی اُن سے سیکھنے کا کافی موقع ملے گا پس اُسوقت ہمیں بموجب ینعمتہ اخوانا کے سلطنت میں بھی ہم گویا اُن کے حصہ دار ہوں گے یعنی دینی و دنیوی ترقیات ہمیں حاصل ہونگی جیسے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضوان اللہ علیہم کو نصیب ہوئیں اور یہ وعدہ ضرور پورے ہونگے ضرور پورے ہوں گے لاریب پورے ہونگے جنکی رسول کریم و حضرت مسیح موعود علیہما الصلوۃ والسلام بذریعہ سچی وحی خبر دے چکے ہیں اور علاوہ اس کے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود بروز محمد ہیں اور آپ کے مرید بروز صحابہ محمد ہوئے صلی اللہ علیہما وسلم تو لازم ہوا کہ جو نعمتیں ظاہری و باطنی انکو نصیب ہوئیں ان کو بھی نصیب ہوں فالحمد للہ علی ذلک

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

الراقم خاکسار حبیب احمد عفی عنہ

ساکن موضع دودھلی ضلع سہارنپور

تفسیر القرآن بالقرآن

یہ ایک بے نظیر تفسیر ہے جسکو جناب ڈاکٹر عبد الحکیم خان صاحب ایم بی نے کمال محنت کے ساتھ تصنیف فرما کر بغرض اصلاح حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور مولانا مولوی نور الدین صاحب کو نصف سے زیادہ سنا دی تھی مسیح الزمان علیہ السلام نے وقتاً فوقتاً اسکی نسبت یہ ارشاد فرمایا۔ نہایت عمدہ ہے۔ شیریں بیان ہے۔ قرآنی نکات خوب بیان کیے ہیں دلوں پر اثر کرنے والی ہے حضرت مسیح الزمان اور مولانا نور الدین علیہم السلام نے

مذہبی تعصب اور شورش مقدونیہ

مندرجہ بالا عنوان سے ہمارے معزز ہمعصر زمیندار نے ایک آرٹیکل نہایت قابلیت اور متانت کے ساتھ لکھا ہے اگرچہ پولیٹکل مضامین الحکم کے مقاصد سے دور ہوں لیکن اس مضمون کو ہم اپنے مقاصد کے ماتحت سمجھکر لیتے ہیں کیونکہ اس میں عیسائیوں کے مقدس رہنماؤں کے طرز عمل پر بحث ہے اور اس طرح پر ضمناً جہاد پر اعتراض کرنے والوں کی اندرونی حالت کا انکشاف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمنے اس مضمون کو لینا ضروری سمجھا۔ (ایڈیٹر)

مذہبی تعصب اور شورش مقدونیہ

یورپ میں عقل و انصاف ایکطرف اور مذہب تعصب ایکطرف باہم ایک دوسرے کے مخالف چلے آتے ہیں اور ہمیشہ مخالف چلے جائیں گے وحشی نیم وحشی یا نیم مہذب اقوام تو برکنار مذہبی تعصب بڑی بڑی مہذب قوموں اور تہذیب کے مدعیوں کو وحشی یا وحشی سے بدتر کر دیتا ہے۔ عاقبت اندیشی کافور ہو جاتی ہے انصاف نام کو نہیں رہتا۔ عدالت بالائے طاق دھری رہتی ہے اور رحم اور انسانی ہمدردی بخواب دیجاتے ہیں اور لطف یہ ہے کہ اس قسم کے واقعات جسقدر ظہور پذیر ہوتے ہیں انہیں پوپوں۔ پادریوں اور مذہبی پیشواؤں کا زیادہ حصہ رہا ہے بلکہ اکثر اوقات ان تمام خرابیوں کا بانی مبانی یہی مقدس فرقہ رہا ہے یورپ کی پچھلی تواریخ پڑھنے سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ بدن پر رعشہ پڑ جاتا ہے اور دل پہلو میں دھڑکنے لگتا ہے سپین اٹلی پرتگال وغیرہ آج تک اپنے اُن لاکھوں بچوں کے خاک و خون پر ماتم کر رہے ہیں جو بارھویں صدی میں پوپ انوسنٹ ثالث کی انکوئیزیشن کے ممبروں۔ (پادری صاحبوں) کے ظلم و جبر اور سفاکی و خونریزی کے شکار ہوئے۔ اسی خدا کی مقدس اور روح القدس سے مطہر کیے ہوئے فرقہ کی برپا کی ہوئی صلیبی جنگ کے مقتولوں کے خون ہزاں مصر اور بیت المقدس کے نواح میں آجتک بہ رہی ہیں۔ سولھویں صدی کی اصلاح کے مخالفوں کے شکار آجتک ان جدائی بیروں کے ناخن اور بچوں کے زخموں کو زبان حال کر تازہ کر رہے ہیں۔

جب عیسائیوں کا عیسائیوں کے ساتھ یہ سلوک رہا ہے تو یہودیوں کی شکایت بیجا اور مسلمانوں کی فریاد فضول ہے تو بجز یہ بیشن جہ کوری کیا کئی نظیر ہے۔ تعجب بر تعجب تو یہ ہے کہ روس اور آسٹریا اقبال کرتے ہیں کہ مقدونیہ اور بلغاریہ والے خود شرارت کرتے ہیں۔ انگلستان کے وزیر اعظم نے جن سے زیادہ باخبر اور سلطنت کے رموز سے واقف کوئی اور شخص نہیں ہوسکتا کنٹربری کے لاٹ پادری صاحب کے جواب میں صاف کہدیا کہ مقدونیہ کی عیسائی آبادی کا اپنا مذہبی جوش اور اپنا جنون انکی خرابی کا باعث ہو رہا ہے۔ فرانس کے مدبروں کا یہ خیال ہے کہ وہ شریف النفس بلغاری جس کے معاملہ میں مسٹر گلیڈسٹون اس قدر دلچسپی لیا کرتے تھے نہ صرف مقدونیہ کی بلکہ اپنی تباہی آپ کر رہا ہے۔ یونان کی عیسائی سلطنت ان بدنہادوں کے ہاتھ سے سلطان کے پاس فریاد کر رہی ہے مگر یہ خدا کے برگزیدہ اور مقدس لوگ باوجود اس علم اور یقین اور ایسی قوی شہادتوں کے پھر بھی مجرموں اور مفسدوں کی تائید کر رہے ہیں۔ اور جیسا کہ پچھلی ہفتہ کی خبروں سے ظاہر اور ثابت ہو گیا ہے۔ انگلستان کے بڑے بڑے لاٹ پادری اور مقدس اور متبرک لمبی داڑھیوں والے بزرگ اکٹھے ہو کر اور بڑے بڑے جلسے منعقد کر کے رزولیوشن پاس کر رہے ہیں کہ ٹرکی کی سلطنت کو صفحہ ہستی سے مٹا دو مسلمانوں کا تخم یورپ سے اُڑا دو ان مسلمانوں کا جرم یہ ہے کہ وہ ان فرشتہ مزاج اور حلیم الطبع مقدس بزرگوں کے مریدوں کو بغاوت اور قتل و خونریزی سے روکتے ہیں۔ ان باغیوں کے سرغنوں میں بھی اکثر پادری لوگ ہیں جنمیں سے ایک کا اسم مقدس ریورنڈ منر توسیف صاحب ہے۔

حضرت مسیح کی تعلیم تو یہ تھی کہ اگر کوئی شخص تیرے داہنے گال پر تھپیڑ لگائے تو تو بایاں بھی آگے کر دے مگر آرچ بشپ کنٹربری۔ لارڈ بشپ لندن اور دوسرے مذہبی پیشوا ان عیسائیوں کی حمایت اور سفارش کر رہے ہیں جو بروئے شہادت ہم مذہبان خود مبادی فساد ہیں۔

مسیح کے قول کے مطابق آسمانی بادشاہت راستبازوں کا حق ہے اور یہ آسمانی بادشاہی کے وارث ایسے گروہ کے ساتھ ہمدردی کر رہے ہیں جو خود اپنے ہی عیسائی بھائیوں کو قتل کرتے اپنی ہی عیسائی بہنوں کی بے عزتی کے مرتکب ہوتے اور اپنے عیسائی بچوں کے گلوں پر خود چھریاں پھیرتے ہیں اور مسلمان ترکوں کا نام لگا دیتے ہیں تاکہ تمام قوم سلطنت کو جوش دلاویں۔ بعض اوقات اس جھوٹ اور فریب کی تصحیح کر دکھانے کی غرض سے ترکوں کا لباس پہن لیتے ہیں اور یہ پادری صاحبان اس قسم کے جھوٹ اور فریب کے خود بانی ہیں۔

مسیح کا حکم یہ ہے کہ قیصر کا حق قیصر کو دو لیکن یہ مسیح کے سچے پیرو اور جانشین اپنے مریدوں کو بھڑکاتے اور جوش دلاتے ہیں کہ قیصر کو گھر ہی سے نکالدو یا قتل کر دو اور جو کچھ اُسکا حق ہے وہ غصب کر لو۔

حضرت مسیح کے ان مقدس پیرووں۔ اُمتیہ مسیحائی کے پیشواؤں۔ خدا کی آسمانی بادشاہت کے ٹھیکیداروں اور دنیا میں تہذیب کے مدعیوں کو یہ معلوم نہیں کہ خاک بدہان اعدا ٹرکی خدانخواستہ معدوم بھی ہوئی تو دو ایک عیسائی سلطنتوں کو لیکر ڈوبے گی اور ٹرکی کا خاتمہ یورپ کے اقبال کے خاتمہ کا دیباچہ ہوگا۔ ع ہمتو ڈوبیں گے صنم تمکو بھی لے ڈوبیں گے۔

یہ مقدس گروہ ہمدرد بنی نوع انسان خیر طلب قوم و ہوا خواہ ملک یہ نہیں جانتے کہ ہم دوسری قوموں کو سبق دے رہے ہیں کہ غیر مذہب سلطنت کا جو کانٹا ہو اُسے اس طرح اُکھاڑا جاتا ہے اور ہم مذہبوں کے ساتھ اسطرح جائز ناجائز واجب ناواجب ہمدردی کی جاتی ہے انکو یہ معلوم نہیں کہ ایسے ایسے سبق دینے سے سلطنتوں کو کیسے کیسے خطرات پیش آسکتے ہیں۔

ہم کبھی یقین نہیں کر سکتے کہ ان بیوقوف مذہبی متعصبوں کے مخالف مذہب جوش سے ہمارے بیدار مغز شہنشاہ معظم اور اُن کے وزیر اعظم دھوکہ میں آجائیں گے اور اپنے مشہور و معروف عقل و دانش سے انحراف کر کے خود اپنی سلطنت کو جو دنیا میں سب سے بڑی اسلامی سلطنت کہلاتی ہے بدنام اور اپنے کروڑوں مسلمان رعایا کو بدظن اور مایوس کریں گے۔

معترضین یہ کہہ سکتے ہیں کہ اسلام بھی تو ایک مذہب ہے اور اُس کا تعصب صرف عیسائیوں بلکہ اور قوموں میں بھی مشہور ہے ہم کہتے ہیں کہ اگر اسلام ایسا متعصب ہوتا جیسا کہ عیسائی پادری ہیں تو جسطرح سپین (جہاں مسلمانوں کی سات سو برس تک حکومت رہی) مسلمانوں کے وجود سے خالی کر دیا

جاتا اس سے زیادہ اسلام کی بے تعصبی اور کیا ہوگی کہ سلاطین عروج کے زمانہ میں جبکہ بڑی بڑی سلاطین یورپ وزیر اعظم ٹرکی کا بھائی کہلانا اپنا فخر سمجھتی تھیں اور ٹرکی کے روبرو کسی کی چون کرنے کی مجال نہ تھی اپنی سلطنت میں سے عیسائیوں کو خارج نہیں کیا۔ یہ سلاطین ٹرکی نے یورپین پالیسی کے لحاظ سے سخت غلطی کی کہ جسکا خمیازہ آج تک بھگت رہے ہیں۔

ہم گذشتہ معاملات کو اپنے دعویٰ کے ثبوت میں پیش نہیں کرتے اور نہ یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ مذہب اسلام کی رو سے ہر ایک مسلمان سلطنت مسلم اور غیر مسلم رعایا کے حقوق مساوی ہیں اور مساوی رہے ہیں بلکہ اسوقت ہم سلطان ٹرکی کی پولیٹیکل نازک حالت کو اپنے دعویٰ کی دلیل پیش کرتے ہیں۔

کامن سنس اور معمولی عقل کبھی تسلیم نہیں کر سکتی کہ ٹرک جو چاروں طرف سے زبردست عیسائی سلطنتوں سے گھرے ہوئے ہیں جن میں آرچ بشپ کنٹربری اور بشپ لندن جیسے ہزاروں لاٹ پادری موجود ہیں جو ذرہ ذرہ بات پر جھوٹے سچے عذر کی تلاش میں رہتے ہیں ایسے بے وقوف نہیں ہو سکتے کہ عیسائی رعایا پر زیادتی کریں یا زیادتی کر کے اپنی ہمسایہ عیسائی سلطنتوں کو اپنی سلطنت کے امور میں دخل نہ دینے کا موقعہ دیں۔

عیسائی رعایا سلطنت ٹرکی کی کمزوری اور عیسائی سلطنتوں کی شہ پر خود شرارت اور چھیڑ چھاڑ کر رہے ہیں تا کہ بلغاریہ وغیرہ کی طرح انھیں بھی آزادی حاصل ہو۔ ذرا باغیوں کے اعلان کی نقل اور بالخصوص وہ فقرات جنپر خط کھینچے گئے ہیں اسی پرچہ کے کسی دوسرے کالم میں ملاحظہ ہوں۔

اس آرٹیکل کے لکھے جانے کے بعد کی تازہ خبروں سے معلوم ہوا کہ ہز اکسلنسی لارڈ لینسڈون نے اپنے مذہبی پیشواؤں کے دھوکہ میں آکر روس اور آسٹریا کو یہ رائے دی ہے کہ مقدونیہ میں ایک عیسائی خود مختار گورنر مقرر کیا جاوے افواج ٹرکی متعینہ مقدونیہ کو [illegible] بھی ہوں۔ مصیبت زدوں کو امداد دی جائے اور جو دیہات اس بغاوت کے عرصہ میں [illegible] گئے ہیں وہ ایک کمیشن [illegible] بین الاقوام کے ذریعہ پھر تعمیر کرائے جائیں گویا دوسرے لفظوں میں صوبہ مقدونیہ [illegible]

اگر لارڈ لینسڈون نے یہ تجویز منظور کی [illegible] غازی معظم [illegible] وزیر اعظم انگلستان [illegible] تو ہمیں سخت افسوس ہے [illegible]

کے لیے سخت ندامت کی وجہ ہے کہ وہ ایسی ناقابل التفات تجویز دوسری سلطنتوں کے حضور میں پیش کرے پھر اگر روس اور آسٹریا نے اس تجویز سے انکار کر دیا تو انگلستان کے لیے اس سے زیادہ ہتک ممکن نہیں اور اگر منظور کر لی تو بہ نسبت روس اور آسٹریا کے انگلستان کو کیا تجارتی اور کیا پولیٹیکل نقصانات زیادہ پہنچیں گے۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا اُس سلطنت کو جسکی ظل عاطفت میں ہندوستان ایسے عیش و آرام سے بسر کر رہا ہے ایسی غلط کاریوں کے نتائج سے محفوظ رکھے۔ مگر ہم لارڈ لینسڈون سے دریافت کرتے ہیں کہ اگر آپ کی یہ تجویز منظور بھی کر لی جائے تو لاکھوں مسلمانوں اور یہودیوں کی جو مقدونیہ میں آباد ہیں کیا عاقبت ہوگی۔ کیا انھیں پادری صاحبوں کے رحم پر چھوڑ دیا جائیگا تا کہ کریٹ کے مسلمانوں کی طرح بے عزت ہو کر نکالے جائیں۔ ہمیں یقین نہیں آتا کہ روس اور آسٹریا لارڈ لینسڈون کی تجویز پر اتفاق کریں۔ اور نہ ہی سلطان ایسے بودے ہیں کہ جھٹ پٹ مقدونیہ کا قبضہ چھوڑ دیں

(زمیندار)

مذہب عیسوی کی مشکلات اور یونیورسٹیوں میں اپیل

اخبار کیمبرج کرانیکل ۱۳ جولائی سنہ ۱۹۰۲ء کے پرچہ میں لکھتا ہے۔

وہ مندرجہ ذیل اپیل آکسفورڈ اور کیمبرج کی یونیورسٹیوں کے چانسلروں کے پاس بھیجی گئی ہے ہندوستان میں عیسائی مذہب اور بائیبل کی حالت بہت ہی خطرناک ہو رہی ہے جس کی وجہ بائیبل کے متعلق نئی تحقیقات سے جو مسئلے پیدا ہوئے ہیں اُن کا پھیل جانا ہی اور [illegible] انگریزی یونیورسٹیوں کی تعلیم کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ دیسی اخبارات خصوصاً [illegible] پنجاب کا [illegible] اس امر کو پیش کرتے ہیں کہ تعلیم عیسائی مذہب کی تردید کرنے والی ہے اور بائیبل یقیناً سچائی میں اور اسی وجہ پر اخلاقی تعلیم کے لحاظ سے قرآن شریف سے بہت ادنیٰ اور کم درجہ پر ہے۔ اسی قسم کی باتیں اور شکایتیں بنگال۔ شام۔ آسٹریلیا۔ اور دنیا کے دوسرے حصوں سے پہونچ رہی ہیں۔ پادریوں کی حالت عجیب بے ڈھنگی ہو رہی ہے کیونکہ مذہب عیسائی کی اس کتاب مقدس یعنی بائیبل سے انھیں تعلیم دینی پڑتی ہے جس کی صداقت کا انکار عیسائی مذہب کے عین مرکز میں یعنی خود یونیورسٹیوں میں ہو رہا ہے اور اگرچہ بائیبل کے متعلق اس اعلیٰ تنقید کے مسئلے باریک علوم اور نئی تحقیقات کی روشنی میں اور نیز بائیبل کی تنقید کی تمام شاخوں میں ماہر علوم کے لحاظ سے جیسے مثلاً زبان دانی۔ قدیم چیزوں کا علم۔ ادب اور تاریخ اور پھر سب سے بڑھ کر علوم طبعیات کی روشنی میں یہ مسئلے بدلیل ثابت ہو گئے ہیں۔ لیکن اس میں کیا شک ہے کہ بائیبل کی صداقت کے انکار کے یہ مسئلے یونیورسٹیوں سے نکل کر تمام دنیا میں پہنچ چکے ہیں یہانتک کہ ملا مسلمان اب دیسیوں کے سامنے بائیبل کو اس رنگ میں پیش کرتے ہیں کہ وہ قرآن شریف سے بڑھ کر کچھ نہیں سکھلاتی بلکہ جہانتک اس کی صداقت کا سوال ہے یہ قرآن شریف سے بہت کم درجہ پر ہے کیونکہ قرآن کریم کی صداقت پر اس کے پیروؤں کو ذرا بھی شک نہیں۔ یہ اس ملک کی بڑی خوش قسمتی ہے کہ بائیبل کی اعلیٰ تنقید کے مسئلوں کی علمی تردید اس کے ہاتھ میں آگئی ہے اور اس سے بڑھ کر یہ کہ علمی تردید یونیورسٹیوں سے باہر اور ان کے بلاواسطہ ملی ہے اور خواہ اس حالت کو یونیورسٹیاں تسلیم کریں یا نہ کریں لیکن یہ حالت اس ملک میں عام طور پر تسلیم کی جا رہی ہے کیونکہ اس سارے مضمون پر نئی ماہرانہ تصنیفات کی وجہ سے کامل علوم پھیل رہے ہیں لیکن اگر یونیورسٹیوں کے اوقات عیسائی مذہب کی تائید سے [illegible] منحرف کیے جاتے ہیں اور اگر یونیورسٹیوں کے سرکاری سبیل مذہب عیسائی کی بنیاد یعنی بائیبل کی صداقت کے انکار کے لیے اور بائیبل کے رتبہ کو کم کر کے قرآن شریف کے برابر کرنے کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں تو پھر یونیورسٹیوں کے چانسلروں کے سامنے یہ کھلی اپیل پیش کی جاتی ہے کیونکہ یونیورسٹیاں صحیح معنوں میں قومی درسگاہیں ہیں اور [illegible] عیسائی تعلیم کا سچا نقشہ پیش کرتی ہیں جو کہ یونیورسٹی کی [illegible] سمجھے [illegible] کیا ایسی تعلیم پر اصرار کرنا جسکو غیر عیسائی [illegible]

بھی مشنری عیسائی کرنے کے لیے اس ملک سے بھیجے جاتے ہیں اپنی تعلیم کی طرح ہی سمجھتے ہیں۔ اصل مقصد سے بالکل ادھر اُدھر جا پڑتا ہے اور قوانین یونیورسٹی کی عملاً خلاف ورزی ہے اس مضمون پر کیا دنیا کی اور کیا مذہبی اخبارات میں خط و کتابت کے بڑے بڑے انبار اس امر کو ظاہر کرتے ہیں کہ ان علمی دلائل کے متعلق جنسے اعلیٰ تنقید بائیبل کے مسئلوں کی غلطی ثابت ہوتی ہے پورا پورا اور مفصل علم وسیع پیمانہ پر عام ہو چکا ہے اور یونیورسٹیوں کا اعتبار جو انکو مفید اور مذہبی تعلیم کے مرکز ہونے کی رو سے حاصل ہے بالکل جاتا رہے گا اگر وہ بائیبل گرانے والی تنقید کا راستہ نہ چھوڑ دیں گی جو اب اس ملک میں غلط تسلیم ہو چکا ہے۔

سب سے بڑھ کر یہ بات ہے کہ یونیورسٹیوں کا خدا اور عیسائیت کے اعتقاد اور اطاعت کو بدلنا خواہ اس کی وجہ عارضی طور پر عقلی پلہ کا بھاری ہو جانا ہو جو پچھلی نصف صدی کی تحقیقاتوں یا انکلوں سے ہوا ہے یا کوئی اور وجہ ہو۔ ایسی تبدیلی اس عیسائی ملک کے عام لوگوں کی منظوری کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ اور حقیقت میں یہ ایک ایسا اہم اور بنیادی سوال ہے جو مقامی طور پر یونیورسٹیوں میں تصفیہ نہیں پا سکتا بلکہ تمام دنیا کی انگریزی عیسائیت کی عام منظوری سے روا رکھا جا سکتا ہے۔‘‘

کیمبرج کرانیکل کی یہ تحریر عیسائی پادریوں کی حالت سے زیادہ بے سروپا ہے۔ تعجب آتا ہے کہ یونیورسٹیوں کی تعلیم پر اعتراض کس قسم کا کیا جاتا ہے خواہ یہ اپیل سنجیدگی سے نہ پیش کی گئی ہو مگر اس میں شک نہیں [illegible] اختیار کیا گیا ہے وہ بالکل بیہودہ ہے یونیورسٹیاں اس تعلیم کو کیونکر پھیلا سکتی ہیں جبکہ وہ جھوٹا سمجھ رہی ہیں۔ اگر عیسائی لوگ گذشتہ انیس سو سال سے ایک سخت گمراہی میں پڑے رہے ہیں تو اب کم از کم یونیورسٹیوں کے لیے کوئی دلیل نہیں کہ غلطی کے اظہار کے بعد بھی وہ غلطی کی تعلیم ہی دیتی رہیں کیا یونیورسٹیوں کی بنیاد جھوٹ اور غلطیوں کی تعلیم دینے کے لیے رکھی گئی تھی یہ کہنا کہ یونیورسٹیوں کا فرض ہے کہ عوام کی مذہبی رائے کی تائید کریں خواہ وہ اسے جھوٹا سمجھیں یا سچا۔ اس سے بڑھ کر کوئی بیہودگی نہیں۔

کیمبرج کرانیکل کی تحریر تضادات کا عجیب مجموعہ ہے ایک طرف تو یہ خطرہ پیش ہوا ہے کہ بائیبل کی اعلیٰ تنقید کے مسئلوں کے پھیل جانے سے عیسائیت اور بائیبل کی حالت نہایت خطرناک ہو رہی ہے دوسری طرف یہ بھی جتلانا مقصود ہے کہ اندر ہی اندر ان مسئلوں کی خیالی علمی تردید ہاتھ آ جانے سے اطمینان ہو گیا ہے۔ اخبار مذکور دعویٰ کرتا ہے کہ تنقید بائیبل کے سارے مضمون کی نئی ماہرانہ تصنیفات میں سے ایسے نئے کامل علوم حاصل ہوئے ہیں جن سے اعلیٰ تنقید کے مسئلوں کی تردید ہوتی ہے۔ ہم تعجب کرتے ہیں کہ کیا بائیبل کا دائرۃ المعارف جسکی چوتھی اور آخری جلد ابھی چند مہینے ہی ہوئے ہیں شائع ہوئی ہے اور جو ہر ملک کے فاضلان بائیبل کے عمیق غور و فکر کا نتیجہ ہے ان ’’نئی ماہرانہ تصنیفات‘‘ کے اندر نہیں آتی۔ اس قابل قدر تصنیف کے مصنفوں میں ہم دیکھتے ہیں کہ نہ صرف برطانیہ کلاں کے فاضلان و ماہران بائیبل ہی شامل ہیں بلکہ ہر ایک عیسائی ملک کے عالم جو علوم بائیبل میں خاص طور پر امتیاز رکھتے ہیں ان کی قلموں کے لکھے ہوئے آرٹیکل بھی اس میں موجود ہیں اور ہر ملک کے فاضلوں کے نام ہمیں یقین دلاتے ہیں کہ اس کتاب میں جن خیالات کا اظہار کیا گیا ہے وہ حاوی اور صحیح خیالات ہیں یہ امر بالکل قابل تسلیم نہیں کہ اس قسم کے مشہور اور فاضل ماہران بائیبل جیسے پروفیسر چین[1]۔ ٹیل[2]۔ ولہاسن[3]۔ شمٹ[4]۔ شمیدل[5]۔ گلڈ زیہر۔ نولڈیک[7] اور اور انگلستان اور دوسرے ممالک کی یونیورسٹیوں کے پروفیسر لیکچرار اور فیلو جن کی تعداد کچھ تھوڑی سی نہیں یہ سب کے سب ان ’’کامل علوم‘‘ اور ان ’’علمی دلائل‘‘ سے محض ناواقف ہیں جن کا پتہ کیمبرج کرانیکل کو مل گیا ہے۔ یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ ان فاضل لوگوں کو عیسائی مذہب اور بائیبل کے خلاف کوئی تعصب تھا نہیں بلکہ انکو بائیبل سے محبت ہے اور وہ اسقدر بلکہ اس سے زیادہ ہے جو کیمبرج کرانیکل کو ہے چنانچہ دائرۃ المعارف مذکور کی تمہید میں اس کے ایڈیٹر لکھتے ہیں کہ ’’ہم اس دفعہ کو ختم کرنے سے پہلے سچے دل سے یہ شہادت ادا کرتے ہیں کہ بائیبل پر محققانہ اور تاریخی نظر کے ساتھ جبکہ وہ نظر کافی طور پر محیط ہو کتاب مقدس کے ساتھ محبت ہمیشہ بڑھتی رہیگی‘‘

عیسائی مذہب کی حقیقت اگر معلوم ہو سکتی ہے تو صرف عیسائی یونیورسٹیوں سے ہی ہو سکتی ہے جو کہ عیسائی تعلیم کی مرکز ہیں نہ کہ عوام سے جو عموماً جاہل ہوتے ہیں اور نہ ہی اس قسم کے متعصب مذہبی رہبروں سے جنکی غرض عوام کو خوش کرنا ہوتا ہے۔ کیمبرج کرانیکل کی یہ رائے ہے کہ یونیورسٹیوں کے لیے یہ ہرگز جائز نہیں کہ وہ سچائی کو شائع کریں جبتک کہ عام لوگ ان کے ساتھ اتفاق نہ کریں کیا کوئی عقلمند انسان ایسی بیہودہ بات کو تسلیم کر سکتا ہے۔ سچے مذہبی علوم تمام دوسرے سچے علوم کی طرح عوام سے پیدا نہیں ہوتے بلکہ عوام تو اندھوں کی طرح انھیں سڑے گلے پرانے عقائد کے پیچھے چلتے رہے جبتک کہ ان کے خلاف عقائد مضبوطی کے ساتھ قائم ہو جاویں اگرچہ پادریوں اور واعظوں پر یہ کبھی اُمید نہیں ہو سکتی کہ وہ پرانے عقائد کو چھوڑ سکیں کیونکہ ان کے لیے وہ ذریعہ معاش ہوتے ہیں لیکن باوجود اس بات کے بائیبل کی اعلیٰ تنقید کے مسئلے عام طور پر گرجوں کے پادری اور مشنری لوگ تسلیم کر رہے ہیں۔

کیمبرج کرانیکل کی یہ عجیب اپیل عیسائی مذہب کی افسوسناک حالت کو ظاہر کرتی ہے دراصل اس اپیل کا منشا یہ ہے کہ وہ ان خیالات کی تردید سے جنپر عیسائی مذہب قائم ہے اور جو انیس سو سال سے عیسائی دنیا میں مانے چلے آتے ہیں عیسائیت پر وہ کاری حربہ نہ چلائیں جس سے اس کا کام تمام ہو جائے۔ آہ کتنی بڑی یہ مصیبت ہے۔ ایک زبردست مذہب جو دو ہزار سال سے کروڑہا آدمیوں کی قسمت کا فیصلہ کرتا رہا ہے اور جس کی حکومت دنیا کے اتنے بڑے حصہ پر پھیلی ہوئی ہے اب چند انسانوں کے سامنے عاجزی سے جھک کر یہ التجا کر رہا ہے کہ مجھپر ایسا حربہ نہ چلاؤ جو میری زندگی کا خاتمہ کر دے ایک مذہب جو ایسا طاقتور اور غالب رہ چکا ہے آخر کار مجبور ہو گیا ہے کہ ایک نہایت حقیرانہ صورت

---

[1] آکسفورڈ میں کتاب مقدس کے ترجمہ کا پروفیسر [2] لیڈن میں تاریخ مذہب اور فلسفہ مذہب کا پروفیسر [3] گوٹنگن میں شامی زبانیں یعنی عربی عبرانی سریانی وغیرہ کی زبان دانی کا پروفیسر۔

[4] نیو یارک میں شامی زبانوں اور شامی علم ادب کا پروفیسر [5] زیورچ میں تفسیر بائیبل کا پروفیسر [6] برلن میں پروفیسر [7] سٹراسبرگ میں شامی زبانوں کا پروفیسر

اختیار کرے اگر چانسلران اسکی حالت پر رحم بھی کریں تو بھی قبر مسیح کی دریافت سے اسے وہ صدمہ پہونچا ہے کہ دوبارہ یہ اپنا سر نہیں اٹھا سکیگا اگرچہ عیسائیت کی حالت موجودہ حالات کے ماتحت نہایت ہی افسوسناک ہے مگر یہ ضروری تھا کہ جھوٹھ اور سچ کی پرکھ کے لیے یہ واقعات ظہور میں آتے - اور عیسائیت کو یہ مصیبت کا دن دیکھنا پڑتا آسمانی مذہب پر جب مشکلات آتے ہیں تو اسکی نظر بھی آسمان کی طرف ہی ہوتی ہے تاکہ اسے اوپر سے تائید پہنچے لیکن ہر ایک زمینی سلسلہ کو زمینی اسباب کی طرف جھکنا پڑتا ہے - عیسائی مذہب کو اسلام سے زیادہ مشکلات درپیش نہیں ہیں لیکن اسلام کو آسمان سے مدد دی گئی اور اسکی مشکلات کے وقت میں آسمان سے ایک انسان بھیجا گیا اور آسمانی پانی سے اسے دوبارہ زندگی بخشی گئی ہے اور عیسائی مذہب کو تھیں انسانوں کے دروازوں پر التجا کرنے کی ضرورت درپیش آئی جب عیسائیت کے معجزات پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ یہ صرف قصے کہانیاں ہیں تو اسے عاجز ہو کر ساکت ہونا پڑتا ہے اور کسی طرح اس الزام سے اپنی بریت ثابت کرنے کے وہ قابل نہیں ہوتا اگرچہ انجیلوں میں یہ وعدہ بھی دیا گیا تھا کہ مسیح کے پیرو مسیح کی طرح معجزات دکھائیں گے - لیکن جو مذہب زندہ اور طاقتور خدا کی طرف سے ہے یعنی مذہب اسلام وہ خدا کے فضل سے آج بھی خدا کی طرف سے ہونے کے لیے آسمانی نشان دکھا سکتا ہے جو اس سے تیرہ سو سال پہلے دکھاتا تھا - جو اصول انیس سو سال تک عیسائی مذہب میں مسلم رہے ہیں وہ آج جھوٹے اور غلط ثابت ہونے پر اسے یونیورسٹیوں کے چانسلروں کے پاس اپیل پیش کرنی پڑی لیکن بالمقابل اسلام کو دیکھو کہ جب لوگوں نے اس کے پاک اصول پر عمل کرنا چھوڑ دیا تو خدا تعالے نے اپنے رسول کو جو مسیح موعود ہے بھیجا تا آسمانی نشانوں کے ساتھ وہ پاکیزگی کو دلوں میں قائم کرے اور اسلام کی سچائی کو روشن کر کے دکھلا دے کیا یہ ایک زندہ مذہب اور مردہ مذہب جھوٹے اور سچے اصول کے درمیان صاف امتیاز نہیں ؟

اگر مذہب ایک آسمانی چیز ہے اور زمین سے نہیں نکلا تو پھر اس میں کوئی شک نہیں ہو سکتا کہ جب اس پر کوئی سخت حملہ ہو یا وہ سخت مشکلات میں گھر جاوے تو آسمانی نشانوں کے ساتھ ہی طرح پھر اس کے اصول دوبارہ مضبوط کیے جاویں جیسا کہ اس کی پیدائش کے وقت آسمانی نشانوں سے اس کی تائید ہوئی تھی - اور یہ ایسے انسانوں کی رائے کا محتاج نہ ہو جو آسمان سے الہام نہیں پاتے - لیکن کیا عیسائی مذہب آج ایسے نشانات کے دکھلانے کا دعوی کر سکتا ہے - کیا عیسائیت کے حلقہ میں ایک آدمی بھی ایسا ہے جو یہ کہہ سکتا ہو کہ روح القدس سے مدد پا کر میں اسی طرح آسمانی نشانات دکھا سکتا ہوں جسطرح مسیح اور اس کے شاگردوں نے دکھلائے - اگر ایسا کوئی انسان عیسائی مذہب میں پایا جاتا تو اس کا خدا کی طرف سے ہونے کا دعوی قابل شنوائی ہوتا مگر نہیں صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جسے یہ پاک امتیاز حاصل ہے اور جس میں وہ سچا معیار پایا جاتا ہے جو سچے اور جھوٹے کے درمیان امتیاز کر سکتا ہے -

عیسائیت کی افسوسناک حالت اور ہمارے اس حملہ کی سچائی اور طاقت کو جو کیمبرج کرانیکل کی اس اپیل کا محرک ہوا ہے (دیکھو ریویو آف ریلیجنز مئی ۱۹۰۳ء بعنوان اعلیٰ طبقہ کے عیسائی محققین اور پادری) پادری ہیوٹ صاحب پرنسپل سی ایم ایس ٹی سکول کرشنا گڑھ ندیا بنگال نے بہت صفائی کے ساتھ تسلیم کیا ہے اور اس مضمون کی چٹھی ولایت کے اخبار ریکارڈ مورخہ ۲۶ جون ۱۹۰۳ء میں چھپوائی ہے جس میں وہ لکھتے ہیں "پادریوں کی منعقدہ کانفرنس ہے جس کا اجلاس ابھی کلکتہ میں ہوتا ہے تھوڑا عرصہ ہوا اعلیٰ تنقید کے مضمون پر بحث کی تھی - کارروائی اجلاس کی روئیداد ایک دانا مسلمان مباحث یعنی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے بڑے غور سے پڑھی ہے میں ایک آرٹیکل اس مضمون کے ساتھ چھاپنے کے لیے بھیجتا ہوں جو مرزا صاحب کے میگزین ریویو آف ریلیجنز کی گذشتہ اشاعت میں شائع ہوا ہے - اس سے ثابت ہوتا ہے کہ کسقدر غور کے ساتھ یہ اور اسی قسم کے دوسرے مضامین اسوقت ہندوستان میں غیر عیسائیوں کی توجہ کھینچ رہے ہیں اور ان لوگوں کے لیے جو دنیا میں مسیح کی سلطنت کے پھیلانے میں مشغول ہیں - وہ اس میں دلچسپی رکھتے ہیں - اس میں ایک سبق ہے - مرزا صاحب سب سے نئی اور اعلیٰ درجہ کی تنقید بائبل کو لیکر یہ کہتے ہیں کہ یہ طریقہ وہی تعلیم رہتا ہے جو قرآن شریف ہمیشہ سے دیتا چلا آیا ہے

اور وہ پادریوں کو نصیحت کرتے ہیں کہ ایک ایسی بائبل سے تعلیم دینا چھوڑ دیں جو جھوٹی ثابت ہو چکی ہے اور اس امر کو مان لیں کہ مسیح کی فرضی الوہیت اس سے زیادہ نہیں جیسی دوسرے انسانوں میں پائی جاتی ہے نئے محققین کی یہ عجیب حالت ہے جو انھوں نے اختیار کی ہے - ایک مسلمان مصلح جو عیسائیت کی تردید میں مصروف ہے اور اس کا دشمن ہے ان محققین کے خیالات کو اپنی تائید میں لیتا ہے - میں تعجب کرتا ہوں کہ ہمارے گرجا کے پادریوں نے جو اعلیٰ تنقید کے معاملہ میں کسی بڑے نام کی سند پر اعتبار کر لیتے ہیں - اس تعلیم کے لازمی نتیجہ کو اب تک محسوس کیا ہے یا نہیں اس کا ضروری نتیجہ یہ ہوگا کہ مسلمانوں کے درمیان عیسائی مذہب کے پھیلانے میں نئی اور سخت مشکلات درپیش آئیں گی - دلائل کے رو سے مرزا صاحب حق پر ہیں اور ہمارا جواب صرف یہی ہو سکتا ہے کہ یہ تعلیم ابھی تک محض ایک خیالی مسئلہ ہے لیکن در اصل ایسا جواب دینا صرف یہ کہنا ہے کہ مرزا صاحب انتظار کریں جبتک کہ عیسائی آپس میں لڑ جھگڑ کر بائبل کی صداقت کا فیصلہ کریں یقینا ایسی حالت تک پہونچ جانا ایک قابل افسوس حالت ہے - ہمارے محققین دینیات اس کا کیا جواب دیتے ہیں؟"

پادری ہیوٹ صاحب کی اس چٹھی سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اعلیٰ تنقید کے اصول کو گرجا کے پادریوں اور مشنریوں نے بھی مان لیا ہے ہارورسٹ فیلڈ جو ایک مشنری میگزین ہے اس امر پر بہت زور دیتا ہے وہ کہتا ہے "ہم یقین رکھتے ہیں کہ سچائی کی خاطر اور ہندوستان میں کلیسیا کی بہبودی کے لیے یہ نہایت ضروری ہے کہ بائبل کے کلام الٰہی ہونے کے متعلق جس طرح کا اعتقاد کلیسیا کے عالم فاضل اور اس کے پیشوا رکھتے ہیں اس پر زیادہ توجہ کی جاوے" اسطرح پھر اخبار مذکور اپنی رائے کا صدق نہ ظاہر کرتا ہے کہ مسئلہ مذکور یعنی بائبل کی صداقت کا مسئلہ جسطرح اب پیش کیا جاتا ہے یا جسطرح اب آیندہ عیسائیوں کو تسلیم کرنا چاہیے وہ اس سے مختلف ہے جسطرح وہ پیش کیا جاتا ہے اور اس سے بھی زیادہ وضاحت کے ساتھ کلکتہ کا اخبار "انڈین وٹنس" کے دانشمندانہ الفاظ کا نقل کرتا ہوا میگزین مذکور لکھتا ہے - "انگریزی کلیسیا کے ہندوستانی عہدہ داروں کا بڑا حصہ بائبل کے متعلق ان نئے اعتقادات سے بالکل بے خبر ہے جو یورپ اور امریکہ کے پادریوں کے بہت بڑے حصہ نے مانے ہوئے ہیں

معلومات کے برخلاف یہ ایک بڑی بغاوت ہے کہ بائبل کو غلطیوں سے پاک اور اس کے الفاظ کو خدا کا کلام کہا جائے" کیا اخبار کیمبرج کرانیکل سچائی کو عمداً چھپانے کا ملزم نہیں جب وہ یہ کہتا ہے کہ اعلیٰ تنقید کے اصولوں کی تردید ہو چکی ہے حالانکہ کلیسیا کے بڑے بڑے عہدہ دار اور پادری صاحبان کھلے طور پر انکو قبول کر رہے ہیں تھوڑا ہی عرصہ گذرتا ہے کہ بمبئی کے بشپ نے پُر زور الفاظ میں یہ لکچر دیا تھا کہ بائبل کو ہرگز غلطیوں سے پاک نہیں کہا جا سکتا - خود ایسے گرجے موجود ہیں جا ہو انکو آزاد گرجے کہلو مگر پھر بھی وہ عیسائی گرجے ہی ہیں جو کھلے طور پر یہ تعلیم دیتے ہیں کہ "بائبل خدا کا کلام نہیں بلکہ واقعات - توہمات اور جھوٹے قصے کہانیوں سے ایک ملی جلی چیز ہے یعنی سچائیوں غلطیوں اور بیہودگیوں کا ایک مرکب ہے" اور اس پر ہمیں معقول باتیں پسند کر کے باقی کو ردی میں ڈالنا چاہیے - اس سے بھی بڑھکر خود متعصب عیسائی ممبروں سے اب یہ وعظ کیا جاتا ہے کہ بائبل خدا کا کلام نہیں ہے - سچ تو یہ ہے کہ وہ انقلاب عظیم جو مغرب میں بائبل کے عقیدہ کے متعلق واقع ہوا ہے کلیسیا مشنری ہرگز اسکو برا نہیں مناتے برعکس اسکے یہ بائبل کے لفظ بلفظ الہامی کلام ہونے اور غلطیوں سے پاک ہونے کا عقیدہ ہے جسکو ہر ایک سمجھدار آدمی اب رد کر رہا ہے اور چاہیے بھی ایسا ہی تھا - مسٹر ہیوٹ صاحب کے یہ الفاظ کہ یہ عقیدہ ابھی تک ایک ذہنی مسئلہ ہے صحیح تسلیم نہیں کیا جا سکتا - سارے محققین اور کلیسیا کے بہت سے بڑے بڑے عہدہ دار اور مشنری اب اس عقیدہ پر اتفاق رکھتے ہیں کہ بائبل غلطیوں سے پاک نہیں ہے - جاہل عوام اب تک پرانے عقیدہ پر جمے ہوئے ہونگے لیکن انکی رائے کو ایسے معاملہ میں بمقابلہ تمام فاضلوں اور دانشمندان اور عہدہ داران کے کوئی وقعت نہیں دی جا سکتی -

یہاں ہم ناظرین کو ایک ضروری امر کی طرف توجہ دلانا چاہتے ہیں - بفرض محال اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ دونوں فریق یعنی بائبل کی صحت کے مؤید اور اسکی غلطیوں کے قائل ابھی تک جھگڑ رہے ہیں کہ ان میں حق پر کون ہے اور ہمکو اس وقت تک انتظار کرنا چاہیے جب تک کہ ان فریقوں کا باہمی تصفیہ ہو جاوے تاہم اس سے بھی ایک قدم آگے بڑھ کر ہم یہ بھی فرض کر لیں کہ کیمبرج کرانیکل کے ہاتھ میں واقعی اعلیٰ تنقید کی ہر علمی تردید آگئی ہے تو کیا پھر ہر ایک غور کرنے والی طبیعت پر یہ سوال پیدا نہیں ہوتا کہ کیوں بائبل خود اس امر پر خاموش ہے - مختلف نسخوں اور ترجموں کے سوال کو بالفعل نظر انداز کر کے جو بائبل کے کلام الٰہی ہونے کے دعوے کو صاف جواب دے رہے ہیں یہ خیال کیسا لغو ہے کہ کسی کتاب کے خدا کی طرف سے ہونے کے دعوے کا فیصلہ کثرت رائے سے کیا جاوے - کیا ایسی کتاب خدا کی طرف سے ہو سکتی ہے جسکی صداقت کا فیصلہ چند آدمیوں کی رائے پر ہوتا ہے - ایسی کتاب کسطرح کسی ادب کے قابل ہو سکتی ہے جسکے پیرو اسکی سچائی پر جھگڑ رہے ہیں اور کثرت رائے سے سوال کے فیصلہ کے لیے تیار ہوں - اگر بیسویں صدی کے مہذب عیسائیوں کا یہ حال ہے کہ اپنے مذہب کی مقدس کتاب کی اصلیت کا فیصلہ کثرت رائے سے کرنا چاہتے ہیں تو پھر ان آئس لینڈ والوں پر کیوں ہنسا جاتا ہے جنھوں نے عیسائی مذہب کے اختیار کرنے یا اسکو رد کرنے کا سوال قومی پارلیمنٹ میں پیش کر کے آخر کثرت رائے سے یہ فیصلہ کیا تھا کہ سب لوگ عیسائی مذہب کو اختیار کر لیں - ہمیں مقدر رائے دینے کی اجازت ملنی چاہیے کہ اس سوال کے جلدی فیصلہ کرنے کے لیے اور پبلک کو بہت مدت تک انتظار میں نہ رکھنے کے لیے یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ بائبل کے کلام الٰہی اور غلطیوں سے پاک ہونے کے سوال کو بجائے اسطرح پر مباحثہ کرنے کے پارلیمنٹ میں پیش کر دینا چاہیے تاکہ جلدی بحث ہو کر اس کا فیصلہ ہو جاوے اور عیسائیت کے دشمنوں اور دوستوں کو پتہ لگ جائے کہ اصل عقیدہ عیسائی مذہب کا انگریزی کلیسیا میں کیا ہے - بدقسمت اس کتاب کی جسکو دو ہزار سال تک بے سوچے سمجھے کلام الٰہی اور غلطیوں سے پاک مانا گیا ہے اس کے پیرووں کو یہ کبھی نہیں سوجھا کہ ایک ایسی کتاب کو کلام الٰہی اور غلطیوں سے پاک ماننا جو خود بالکل خاموش ہو ایسا دعوی ہے کہ بیجا کرنا ہے جسکی وہ مستحق نہیں اور جسکی غلطی کا افشا دیر یا زود ضرور ہو جائے گا - یہ محض حماقت ہے کہ ایک ایسی کتاب کو کلام الٰہی سمجھ لیا جاوے جو نہ دعوی کرتی ہے اور نہ ہی دلیل دیتی ہے - دنیا میں صرف ایک ہی ایسی کتاب ہے یعنی قرآن شریف جس نے نہ صرف خدا کی طرف سے ہونے اور غلطیوں سے پاک ہونے کا دعوی کیا ہے بلکہ یقینی اور قطعی دلائل بھی ساتھ ہی اسکے ثبوت میں پیش کیے ہیں - بار بار اس نے یہ دعوی کیا ہے کہ وہ خدا کا کلام ہے جو خدا نے نازل کیا ہے اور یہ کہ وہ خالص حق اور حکمت ہے اور باطل اسکے پاس نہیں آ سکتا اور یہ کہ اس کا ہر ایک لفظ غلطی سے پاک ہے اس دعوے پر اس نے کثرت سے دلائل بھی دیے ہیں جنمیں سے اختصار کی خاطر ہم صرف ایک دلیل کیطرف توجہ دلاتے ہیں - قرآن شریف کی پہلی ہی سورت میں اللہ تعالے فرماتا ہے وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ وادعوا شہداءکم من دون اللہ ان کنتم صدقین - اور اگر تمکو شک ہے اس چیز میں جو ہم نے اپنے بندہ پر اُتاری ہے تو ایک سورۃ اس جیسی بنا لاؤ اور اللہ تعالے کے سوائے اپنے مددگاروں کو بھی بلا لو اگر تم سچے ہو پھر اسکے بعد فرماتا ہے فان لم تفعلوا ولن تفعلوا اور اگر تم اسکی مثل نہ بنا سکو اور ہرگز نہ بنا سکو گے یہاں اس کتاب مقدس کے خدا کے طرف سے ہونے کا صاف دعوی اور دلیل موجود ہے اور تیرہ سو سال سے اس دلیل کا کسی نے جواب نہیں دیا - عیسائی یا کوئی اور قرآن شریف کو قبول نہ کریں لیکن کوئی سمجھدار آدمی اس بات سے انکار نہیں کر سکتا کہ جب تک وہ قرآن کریم کی مثل بنا کر پیش نہ کریں ان کا عدم قبول ایک مردود شے ہے - تمام دنیا بھی اکٹھی ہو کر قرآن شریف کا مثل نہیں بنا سکتی - نہ صرف عربوں نے ہی مثل بنانے سے عاجزی کا اظہار کر کے قرآن کریم کے کلام الٰہی ہونے کا ثبوت قطعی دیدیا ہے بلکہ کروڑہا انسان جن کے سامنے قرآن شریف پیش کیا گیا ہے ان سب نے اپنی خاموشی سے اس کی سچائی پر مہر لگا دی ہے اور اسکو انسانی طاقت سے بالاتر ثابت کر دیا ہے - کیا بائبل بھی کوئی ایسا دعوی کرتی ہے یا ایسا ثبوت پیش کرتی ہے اگر یہ اپنے اندر کوئی ایسا ثبوت رکھتی تو کیوں اسکے پیرو اسکی سچائی پر جھگڑتے اور لڑتے - یہاں ہم نے صرف ایک دلیل قرآن کریم کی صداقت کی پیش کی ہے تا یہ معلوم ہو کہ بالفرض اگر کثرت رائے سے بائبل کے حق میں بھی فیصلہ ہو تو بھی کوئی سمجھدار آدمی نجات کے لیے

ایک ایسی کتاب پر بھروسہ نہیں کر سکتا جو چند نادیدہ لوگوں کے وہم پر قبول کی جا سکتی ہے یا رد کی جا سکتی ہے۔

کیمبرج کرانیکل کی تحریر کے متعلق صرف ایک اور بات کہنی ضروری ہے۔ اسلام کے متعلق اس نے یہ سخت غلط بیانی کی ہے کہ دانا مسلمان اب بائبل کو اس حیثیت میں پیش کرتے ہیں کہ وہ قرآن شریف سے بڑھ کر کچھ نہیں سکھاتی۔ مسلمان ہمیشہ سے یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ بائبل کی تعلیم قرآن شریف کی تعلیم سے نہایت کمتر درجہ پر ہے ہاں عیسائیوں کو اس بات کا اب یقین آنے لگا ہے جو مسلمان ہمیشہ سے مانتے رہے ہیں کہ بائبل غلطیوں سے خالی نہیں ہے۔

عیسائیوں نے بڑی محنت کے ساتھ اس تعلیم کا مقابلہ کیا یہاں تک کہ اب خود زمانہ نے انکو اپنی غلطی پر مطلع کر دیا۔ ہاں کچھ عرصہ تک اور وہ ایک جھوٹی تسلی اپنے آپ کو دے سکتے ہیں کہ یہ تعلیم ابھی تک محض ایک ذہنی مسئلہ ہے یا ان کے ہاتھ کوئی فرضی "علمی تردید" آ گئی ہے لیکن اسکی غلطی بھی انھیں جلدی معلوم ہو جائے گی تب انکو پتہ لگے گا کہ بائبل اس طرح گری ہے کہ اسکا پھر اٹھنا ناممکن ہے جیسا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی بھی کی تھی۔ مسیح موعود آ گیا ہے اور اس کے آنے کے ساتھ ہر ایک جھوٹ دور ہو جائے گا اور حق غالب آئیگا یہی پہلے سے بتایا گیا تھا اور اسی طرح ہو کر رہے گا۔

رپورٹ انجمن احمدیہ مونگیر

بابت ماہ ستمبر و اکتوبر سنہ ۱۹۰۳ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔

بعالی خدمت حضرت امام ہمام مسیح موعود علیہ السلام۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ حضور کی برکت اور فیض سے خدا کے اس وعدہ کے مطابق جو اس نے اسلام اور سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے جلال کے لیے آپ سے کیا ہے کہ تیری جماعت کو دن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرماؤں گا اور تیرے ذکر خیر کو دور دور تک پھیلا دونگا اس شہر مونگیر میں بھی حضور کے پاک سلسلہ کی ترقی ہونی شروع ہوئی اور بہت جلد باوجود شدید مخالفت اور سخت سے سخت روکوں کے بھی یہ انجمن احمدیہ قائم ہو گئی حالانکہ اسکے ممبروں پر بڑے بڑے زلزلے آئے اور انکو بہت بہت دھمکیاں دی گئیں عجیب عجیب طرح سے انھیں پریشان کیا گیا غرض کوئی دقیقہ انکے بہکانے میں باقی نہ رکھا گیا۔

اس انجمن کے قائم ہونیکی وجہ یہ ہوئی کہ ہر ایک شخص جو اس سلسلہ عالیہ میں داخل ہوتا تھا اسکو داخل ہوتے ہی ہر ایک عالم۔ جاہل۔ نیک بخت۔ بدبخت۔ شریر۔ بدمعاش۔ عیسائی۔ آریہ۔ مسلمان سب سے مقابلہ کرنا پڑتا تھا اور پھر تبلیغ بھی انکی ذاتی کوششوں تک محدود رہتی تھی۔ اسلیے حسب مشورہ کل احباب ایک انجمن قائم کرنیکی رائے قرار پائی تاکہ متفقہ قوت سے ہر ایک مخالف کا مقابلہ کیا جائے اور ہر ایک باطل کا ابطال کیا جائے۔ اور اس انجمن کے وسیلہ سے احمدی سلسلہ میں ہو کر اسلام کی تبلیغ بھی ہوتی رہے۔ اور ایک وجہ اس انجمن کے قائم کرنیکی یہ بھی ہوئی کہ بہت سے احمدی بھائی ایک دوسرے بھائیوں کو نہیں جانتے تھے اور یہ بات انجمن کے قائم ہونیکے بعد نہیں رہی۔ الغرض انھیں وجہوں سے اشد ضرورۃ انجمن قائم کرنیکی سمجھی گئی۔

چنانچہ خدا کے بھروسہ پر اس انجمن کا پہلا اجلاس ۳۰ ستمبر ۱۹۰۳ء کو مکان منشی **محبوب علی صاحب** منعقد کیا گیا۔ اور حسب اتفاق کل ممبروں کے منشی **امانت علی صاحب** پریزیڈنٹ جلسہ مقرر کیے گئے اور اس انجمن کا نام **انجمن احمدیہ مونگیر** رکھا گیا پریزیڈنٹ صاحب نے اغراض انجمن کو مختصراً بیان کیا۔ اسکے بعد منشی **وزارت حسین صاحب** احمدی نے سورہ مومنون کی چند آیتیں تلاوت کیں اور ان سے ماموریں اللہ کی بعثت کی غرض اور انکی تعلیم اور اس وقت زمانہ کو انکی ضرورت اور مخالفوں کا انکار اور ان کے اعتراضات اور انکی سخت سے سخت مخالفتیں پھر خدا کیطرف سے ان کی کامیابی۔ انکی صداقت پر مہر۔ غرض حضرت نوح علیہ السلام کے قصہ کے رنگ میں ان کل باتوں کا بیان بڑی وضاحت سے کیا۔ بعدہ اسی معیار پر حضرت **حجۃ اللہ مسیح موعود مہدی** معہود کی صداقت شرح و بسط کے ساتھ بیان کی۔ ان کے بعد منشی **محمد سعید الحسن صاحب** مختار نے مسیح ناصری علیہ السلام کی موت پر اور اسکے اثبات پر تقریر کی کہ مسیح موعود علیہ السلام کے نزول کے بارہ میں جو حدیثیں ہیں وہ قابل تاویل ہیں۔ پھر منشی **ارادت حسین صاحب** احمدی نے تقریر کی کہ ماموریں اللہ کا ایک بہت بڑا نشان یہ ہے کہ جب اسکے پاس مادی اسباب نہ ہوں اس وقت اپنی کامیابی کی پیشگوئی کرے اور اللہ انکو سختی کے ساتھ اپنی صداقت کا نشان ٹھہرائے اور باوجود سخت سے سخت مخالفت کے کامیاب رہے اور پھر جناب سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی کامیابی کی قرآنی پیشگوئیوں اور مادی اسباب مانع ہوتے ہوئے بھی آپ کے عجیب معجزانہ طور سے کامیاب اور بامراد واپس جانیکو بڑی عمدگی کے ساتھ بیان کیا اور ٹھیک اپنے آقا کے قدم بقدم اسکے مسیح موعود کی براہین کی پیشگوئیوں اور باوجود انتہا درجہ کی مخالفت اور روکوں کے انکی ہر ایک رنگ میں کامیابی کو ایک بہت بڑا نشان ثابت کیا۔ جسکے بعد جلسہ ختم ہوا۔

پھر کیا تھا سارے شہر میں ہلچل پڑ گئی۔ مخالفوں نے مخالفت کے لیے کمر ہمت کس لیں اور جس کسی سے جو بنا کیا۔ پنجاب اور ہندوستان کو مخالف مولویوں کیطرف انکا ہاتھ لپکا اور دشنام گالیوں اور افترائوں سے بھرے ہوئے اشتہارات اور رسالے انکے پاس آئے۔ منجملہ ان کے "اخبار وفادار دہلی تیغ" کے بہت سے افترائے تھے جسکی وجہ سے مخالفوں میں بڑی شورش ہوئی اور انجمن نے بھی ضروری سمجھا کہ آیندہ ماہ کے جلسہ میں اسکا جواب دیا جائے۔ ۲ اکتوبر کو منشی **سعید الحسن** صاحب مختار نے دسہرے کے میلہ میں انجمن کیطرف سے مسیح کی موت پر تقریر کی اور یہ ثابت کیا کہ مسیح کی موت صلیب پر واقع نہیں ہوئی بلکہ بہت عرصہ کے بعد کشمیر میں مدفون ہوئے۔ اور اسی روز پادری امام مسیح کو جو شملہ سے یہاں کی مشن کیطرف سے اس میلہ کے موقع پر بلایا گیا تھا حسب منظوری اس کے شرائط مباحثہ وغیرہ مسیح صلیب پر نہیں مرا کے بھیجا گیا لیکن اسے نامنظور کیا۔

پھر دوسرا اجلاس اس انجمن کا ۲۵ اکتوبر کو منعقد ہوا جسمیں حسب اتفاق کل ممبران منشی **حاتم علی** صاحب کو پریزیڈنٹ انجمن احمدیہ ہمیشہ کے لیے مقرر کیا گیا۔ اور اغراض و قواعد انجمن قلمبند کیے گئے اور ایک ماہواری جلسہ ہونیکی تجویز ہوئی۔ اور انجمن کے متعلق ایک **کتب خانہ** کھولا گیا جس میں اکثر احبابوں نے کتابیں بھی دیں اور یہ بھی قرار پایا کہ ایک اشتہار شائع کیا جائے جسمیں انجمن کیطرف سے مسلمانان مونگیر کو دعوت ہو۔ اسکے بعد اخبار وفادار کے افترائوں کا جو اسنے بحوالہ کتب کیے تھے جواب دیا گیا ہر ایک کتاب کو جسکا اسنے حوالہ دیا تھا کھول کھول کر ان لوگوں کو دکھلایا گیا جنکو اس سلسلہ سے کوئی سروکار نہیں ہے جسپر ان لوگوں نے کہا کہ بیشک یہ شخص کاذب ہے اور مرزا صاحب ان افترائوں سے پاک ہیں۔ اسکو بعد جلسہ برخاست کیا گیا۔

یہ کل حالتیں انجمن ہذا کی غرض کی گئیں اور انجمن

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر و پروپرائٹر کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا